Title - DAAGH-E-JIGAR.

Creator - Jigar Moradabadi; Murattib, Abdul Salaam Nadvi

Publisher - Bazm-e-Adab (Azamgarh).

Date - 1918.

Pages - 80

Subjects - Urdu Shayari - Dawaween-o-Kulliyaat.

داغِ جگر

۵۸۹

دیباچہ

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

بزم ادب اعظم گڈھ جسکی طرف سے یہ دیوان شائع کیا جارہا ہے، محض ملک کے ادبی مذاق کی اصلاح، اردو زبان کی ترقی، اور شعر وشاعری کی اشاعت کی غرض سے قائم کی گئی تھی، ۱۹۱۸ء سے جو اوسکے آغاز کا سال ہے آج تک اس مقصد کے لیے ملک کے دوسرے حصوں مین بھی متعدد انجمنین قائم ہوئین، اور اس سے پہلے بھی قائم ہوچکی ہین،

لیکن اب تک ان تمام انجمنون کا کام مشترک تھا، اور تقسیم عمل کے اصول کا لحاظ نہین کیا گیا تھا، یعنے ہر انجمن ادبی کتابون کے ساتھ مذہبی، فلسفی، تاریخی، اور تمدنی تصنیفات بھی شائع کرتی تھی، جس سے اوسکا دائرۂ عمل غیر محدود ہوگیا تھا، بزم ادب کی یہ ایک خاص خصوصیت ہے کہ وہ صرف شعر وسخن اور لائٹ لٹریچر ہی کی اشاعت کو اپنا فرض سمجھتی ہے، اور جن چیزون پر یہ خوشنما الفاظ صادق نہین آتے اونکی طرف آنکھ اوٹھا کر بھی نہین دیکھتی، اسطرح اوسنے اپنے دائرہ کو بالکل محدود کرلیا ہے، جو اوسکی کامیابی کی قطعی دلیل ہے،

انجمن نے جو کام اپنے ذمہ لیا ہے، اگرچہ وہ ملک کے دوسرے حصوں میں بھی کچھ نہ کچھ انجام پا رہا ہے، لیکن انصاف یہ ہے کہ وہ اسقدر مشکل ہے کہ اوسکا بار تنہا ایک دو آدمی نہیں اُٹھا سکتے، اسی بنا پر اوسنے ملک کے دیگر ارباب ذوق کو بھی شرکت کی دعوت دی ہے اور اونمیں سے بعض حضرات نے ازراہِ عنایت اوسکی درخواست کو منظور بھی فرما لیا ہے،

یہ دیوان جسکا نام داغِ جگر ہے، انجمن کے سلسلہ مطبوعات کی پہلی کڑی ہے جسکی تہذیب و ترتیب کا کام مرزا احسان احمد صاحب بی اے ال ال بی وکیل اعظم گڈھ و ناظم بزم ادب نے اپنے ذمہ لیا تھا، اور مرزا صاحب نے اوسکو جس خوبی اور قابلیت سے انجام دیا ہے اوسکا اندازہ ناظرین خود اس دیوان سے کر سکتے ہیں،

یہ دیوان حضرت جگر مرادآبادی کا ہے، جو ملک کے ادبی حلقوں میں بہت کچھ روشناس ہو چکے ہیں، اس میں غزلیں، ایک مثنوی، اور ایک مقدمہ شامل ہے، اور کل حجم ۱۴۴ صفحات کا ہے، مجھکو امید ہے کہ ملک کا وہ طبقہ جو شعر و سخن کا دلدادہ اور فنون لطیفہ کا لذت شناس ہے اوسکو پوری قدر کی نگاہ سے دیکھے گا،

داغِ جگر کے بعد اور دو دیوان بھی زیر ترتیب ہیں جو سلسلہ وار شائع ہوتے رہیں گے، قدما کے کلام کا انتخاب بھی ہو رہا ہے، جو مناسب وقت میں طبع کرایا جائیگا، واللہ ولی التوفیق،

عبدالسلام ندوی صدر بزم ادب

آتش، حالی، اکبر وغیرہ کے
بہت جانتے ہین چنانچہ انٹرنس تک جوبلی اسکول اور مشن اسکول میں
لیکن حقیقت یہ ہی کہ ایک شخص جو ازل سے ایک درد مند دل لیکر آیا تھا، درد سوز
مکتبون کی کڑیان نہین جھیل سکتا تھا، چنانچہ تھوڑے ہی دنون کے بعد تعلیم کا سلسلہ
مستقل طور پر ترک کر دیا۔

عام حالات اور اخلاق وعادات | حضرت جگر فطرتاً نہایت شگفتہ مزاج اور رنگین طبع واقع
ہوے ہین، چنانچہ ایک مدت تک حسن مجازی کی تلاش وجستجو مین مختلف مقامات کی
سیر کرتے رہے، یہی وجہ ہے کہ وہ حسن کی ایک ایک ادا سے واقف ہین، اسلیے وہ جو
کچھ بیان کرتے ہین، سرتا پا اثر ہوتا ہے، بخلاف اسکے اور شعرا کا کلام اٹھا کر دیکھو تو نرے
الفاظ ہی الفاظ ہین، اندر کچھ نہین، اسی سیر وسیاحت کے سلسلہ مین آگرہ مین پانچ چھ برس
تک مقیم رہے، جہان علاوہ شعرا کی صحبت کے تازگی نظر کا سامان بھی ہر وقت موجود
رہتا تھا، غرض ان حالات نے حضرت جگر کو ہمہ تن جوش محبت بنا دیا تھا، یہی وجہ ہے
کہ وہ ایک نہایت دوست پرور، وفاشعار اور منکسر المزاج آ[دمی ہین] قدر شناس ہین
خاص طغرا ہے امتیاز ہے، جس شخص سے ملتے ہین، نہایت خندہ پیشانی اور تعلیم وتواضع سے
ملتے ہین، رشک وحسد، بغض وعناد ان تمام معائب سے انکا دامن اخلاق بالکل
پاک ہے، آج غزل کے میدان مین انکا کوئی ہمسر نہین، تاہم وہ دن کیطرح وہ اسکا

نجم ... ز ... سالہجری

اور اعظم پور پاشنہ ہوے ... تاب شاہی کیوجہ سے ترک

... مستقل سکونت اختیار کرلی

جگر کے پردادا بہت بڑے ... ہے، چنانچہ انھون نے اپنے بیٹے

ملا محمد نور کی شادی میں ... لیان سہری دعوت کی تھی، یہ واقعہ آجتک مرادآباد کے

ہر بچہ کی زبان پر ہے، اور اس خاندان کا خاص طغرائے امتیاز خیال کیا جاتا ہے،

علاوہ دنیادی اعزاز اور وجاہت کے اس خاندان کا خاص مذاق شاعری رہا ہے،

جو وراثتاً حضرت جگر کو ملا ہے، حضرت جگر کے والد مولوی علی نظر مرحوم شاعر تھے، نظر تخلص

کرتے تھے، خواجہ وزیر لکھنوی کے شاگرد تھے، انکا ایک دیوان بھی باغ نظر کے نام سے

موجود ہے، حضرت جگر کے چچا مولوی علی ظفر بھی شاعر تھے، ظفر تخلص کرتے تھے، انکے دادا

حافظ محمد نور کو بھی شاعری سے ذوق تھا، چنانچہ نور تخلص تھا، حضرت جگر کے چھوٹے بھائی

ملا مظفر بھی شاعر ہین، دل تخلص کرتے ہین، غرض خاندان کا خاندان اس شراب دو آتشہ

سے ... رہتا،

ولادت تربیت | حضرت جگر کا سنہ ولادت صحیح طور پر معلوم نہین، اسوقت انکی عمر

۳۴ یا ۳۵ سال کی ہے، حضرت جگر کی ابتدائی تعلیم و تربیت نہایت معمولی ہے، عربی سے

نا واقف ہین، فارسی یوسف زلیخا اور سکندر نامہ تک دیکھی ہے، انگریزی بھی بقدر ضرورت ... ادب

۱۱

سخن کو دوست کی نگاہ سے نہین دیکھتے، چنانچہ حسرت۔ فانی۔ ناطق، حالی، اکبر وغیرہ کے شاعرانہ کمال کے دل سے معترف ہین، اور انکا یہ اعتراف کمال حقیقت مین خود ان کے کمال کی بہت بڑی دلیل ہے،

حضرت جگر علاوہ ایک صحیح المذاق شاعر ہونے کے نقاد سخن بھی ہین، یہی وجہ ہے کہ اُن کے کلام مین محاورون کی غلطی، الفاظ کی ثقالت، بندش کی سستی وغیرہ بالکل نہین پائی جاتی، بخلاف اسکے انکو معاصرین کا کلام دیکھو تو اس قسم کی کمزوریان علانیہ نظر آتی ہین، اور انکو احساس تک نہین ہوتا،

شعرا عموماً پریشان حواس ہوتے ہین، لیکن حضرت جگر اس خصوصیت مین بھی اپنے تمام معاصرین سے ممتاز ہین، چونکہ بچپن ہی سے انکے دل و دماغ پر شاعری کا نشہ چھایا ہوا تھا، جسکو آیندہ چلکر حسن رہگذر کی کرشمہ سنجیون نے اور تیز کر دیا تھا، اسلیے انکو نام و نمود کی کبھی خواہش نہین پیدا ہوئی، جو کچھ کہتے تھے، لکھکر پھینک دیتے تھے، اگر کسی دوست کے ہاتھ لگا، تو کسی اخبار یا رسالے مین چھپ گیا، ورنہ کیڑون کی نذر ہوگیا، ناظرین کو یہ سنکر حیرت ہوگی کہ اسوقت حضرت جگر کے پاس بجز ایک کرم خوردہ بیاض کے جسمین چند غزلین ہین اور غزلیات کا کوئی سرمایہ موجود نہین، جو کچھ سرمایہ ہمکو ملا ہے، اور جسکو ہم آج نہایت ناصحانہ کے ساتھ پیش کر رہے ہین، اسکے لیے ہم صرف اپنے دوست کے غیر معمولی قوت حافظہ کے

ممنون ہین، اگر آج انکا گذشتہ کلام پورا موجود ہوتا، تو اسکے دیوان کی ترتیب و تدوین
مین کئی جلدون کی ضرورت ہوتی لیکن افسوس ہے کہ انکی اس رندانہ طرز معاشرت کی
بدولت ان جواہر پارون سے ارباب ذوق کے جیب و دامن ہمیشہ کے لیے خالی رہ گئے
لیکن عرفی کیطرح حضرت جگر کو بھی اس بربادی کا کیا صدمہ ہو سکتا ہے،

گفتہ گر شد ز کفم شکر کہ نا گفتہ بجاست از دو صد گنج یکے مشت گہر باختہ ام

لیکن اس سے زیادہ افسوسناک واقعہ یہ ہے کہ حضرت جگر کی اس بے پروائی اور
لاابالی پن سے اکثر نااہلون نے فائدہ اٹھایا اور انکی غزلین لیکر اپنے نام سے مشاعرون مین
پڑھدین یا رسالون مین شائع کرادین، چنانچہ ایک مرتبہ نقاد مین جب مین نے یہ مطلع

اسے نگاہ یاس یہ کیا رنگ محفل ہو گیا مین نے جسدل کیطرف دیکھا ملول ہو گیا

شاہ دلگیر اڈیٹر نقاد کی نام سے دیکھا تو مجھکو سخت حیرت ہوئی کہ ایک شخص جو ذوق شاعری سے
بالکل ناآشنا ہے، اسقدر لطیف اشعار کیونکر کہہ سکتا ہے، لیکن اب جاکر یہ راز کھلا کہ یہ غزل
حقیقت مین حضرت جگر کی تھی، جسکو شاہ صاحب موصوف نے اپنے نام سے شائع کردی تھی،
یہ معاملہ کچھ دنون تک اخبارات مین معرکۃ الآرا رہ چکا ہے، اسلیے ہم اس موقع پہ اس ناگوار
سلسلہ کو چھیڑنا مناسب نہین سمجھتے، تاہم ہم شاہ صاحب موصوف کو انکی اس دیدہ دلیری
اور شرمناک بے باکی پر مبارکباد دیتے ہین،

حضرت جگر باوجود ایک رندلاابالی ہونیکے دنیاوی تعلقات سے بالکل آزاد نہ تھے
اگرچہ انکے دل و دماغ کی روحانی لطافت عالم مادی کی بیرحم حکومت کا تحمل نہین کرسکتی،
تاہم انکی خودداری اور عزت نفس نے بیکار اور کاہلانہ زندگی بسر کرنا کبھی گوارا نہین کیا،
چنانچہ ابتدا ہی سے وہ مختلف چشمے کے کارخانون مین ایجنٹ کی حیثیت سے کام کرتے رہے،
کارخانون کی اشاعت و ترقی کی غرض سے انکو مختلف مقامات کا دورہ کرنا پڑتا تھا، چنانچہ
چار پانچ برس کا عرصہ ہوا کہ اسی سلسلہ مین وہ گونڈہ بھی گئے، جہان اصغر حسین صاحب سے
ملاقات ہوئی، جنکے فیض صحبت نے نہ صرف انکی شاعری کا رخ بدل دیا، بلکہ خود ان کے
قالب حیات مین ایک نئی روح پھونک دی، جس نے دفعۃً انکو زمین سے اٹھا کر آسمان تک پہنچا دیا،

جناب اصغر حسین صاحب ان مخصوص بزرگون مین ہین جنکا ابر کرم دشت و چمن پر
یکسان برستا ہے، اصلی وطن گورکھپور کے ضلع مین ہے، لیکن ایک مدت سے گونڈہ مین مستقل
طور پر مقیم ہین، جہان انکا ایک خاص چشمے کا کارخانہ ہے، اخلاقی حیثیت سے وہ قرون اولی
کے مسلمانون کی ایک زندہ یادگار ہین، اور یہی وہ سحر تھا جس نے حضرت جگر کے دل و دماغ
کو اسطرح مسحور کرلیا، کہ انھون نے وطن، اعزہ اور احباب سب کو اس نادرۂ روزگار کے
قدمون پر نثار کر دیا، چنانچہ آج چار برس سے گونڈہ مین مستقل طور پر مقیم ہین، اور بحیثیت
ہاسل ایجنٹ کے اصغر صاحب کے کارخانہ مین کام کر رہے ہین،

اصغر صاحب علاوہ ایک شاعر ہونیکے بادۂ تصوف کے بھی ذوق شناس ہین چنانچہ
انکو حضرت قاضی شاہ عبدالغنی مدظلہ العالی منگلور شریف سہارنپور سے بیعت حاصل ہے
اور یہی وہ انکا روحانی اثر ہی جس نے حضرت جگر کے اخلاق وعادات اور شاعرانہ جذبات مین
بلندی، لطافت اور پاکیزگی پیدا کردی، اور اب انکی نظر حسن رہگذر کی عامیانہ اداؤن سے
گذر کر عشق ومحبت کے لطیف اور دقیق نکتون پر پڑنے لگی، لیکن یہ آگ اسوقت اور بھڑک اٹھی
جب خود وہ بھی قاضی صاحب موصوف کی بزم روحانی مین داخل ہوگئے، چنانچہ دو برس سے
برابر اس آستانۂ مبارک کے روحانی فیض سے بہرہ یاب ہورہے ہین،

اصغر صاحب اگرچہ اس پایہ کے شخص ہین کہ انکے حالات زندگی کیلیے ایک مستقل کتاب
کی ضرورت ہی چنانچہ یہ کام بھی "بزم ادب" کے پیش نظر ہے تاہم اس موقع پر انکی شاعرانہ
حیثیت کے متعلق کچھ لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہی تاکہ ناظرین کو اندازہ ہوسکے کہ وہ شخص جسنے
حضرت جگر کی شاعری مین ایک نئی روح پھونک دی، خود شاعری مین کیا درجہ رکھتا ہی،
حضرت اصغر کا خاص کارنامہ غزل ہی، اور اگرچہ آج حضرت جگر کے شاعرانہ کمال کا
جسقدر اعتراف مجکو ہی مشکل سے کسی اور کو ہوگا تاہم انصاف یہ ہی کہ بعض حیثیتون سے
اصغر کی شاعری کی دنیا جگر سے کہین زیادہ بلند ہی، اور اسکی سب سے بڑی دلیل خود حضرت جگر
کا اعتراف ہی، اگرچہ غزل گوئی مین وہ آج اپنے معاصرین مین سے کسی کو خاطر مین

لیکن حضرت اصغر کے سامنے انکے فخر و غرور کا سارا ہنگامہ دفعۃً خاموش ہوکر رہ جاتا ہے
نمونۃً چند اشعار ہم اس موقع پر درج کرتے ہین،

گرم تلاش و جستجو اب ہی تری نظر کہان — خون ہی کچھ جا ہوا قلب کہان جگر کہان
اب تو وہ دن گذر گئی جو شمش اضطراب کو — نیند قفس مین آگئی حسرت بال و پر کہان
کیجیے آج کس طرح دوڑکے سجدۂ نیاز — ہوش بھی تو نہین ہی اب پاؤن کہان ہے سر کہان

اسرار عشق ہی دل مضطر لیے ہوئے — قطرہ ہے بیقرار سمندر لیے ہوئے
خیرہ کئے ہی چشم حقیقت شناس کو — ہر ذرہ ایک مہر منور لیے ہوئے۔
کیا مستیان چمن مین ہین جوش بہار کی — ہر شاخ گل ہی ہاتھ مین ساغر لیے ہوئے
نام انکا آگیا کہین ہنگام باز پرس — ہم تھے کہ اٹھ گئے صف محشر لیے ہوئے
مین کیا کہون کہان ہی محبت کہان نہین — رگ رگ مین دوڑی پھرتی ہی نشتر لیے ہوئے
اصغر حریم عشق مین ہستی ہی جرم ہی — رکھنا کبھی نہ پاؤن یہان سر لیے ہوئے

سرشک شوق کا وہ ایک قطرۂ ناچیز — اچھالنا تھا کہ اک بحر بے کنارہ ہوا
ادائے عشق کی تصویر کھنچ گئی پوری — وفور جوش سے یون حسن بیقرار ہوا

مری نگاہوں نے جھک جھک کر دیے سجدے — جہاں جہاں سے تقاضائے حسن یار ہوا
بہت لطیف اشارے تھے چشم ساقی کے — نہ میں ہوا کبھی بیخود نہ ہوشیار ہوا

مانا حریم ناز کا پایہ بلند ہے — لیجائیگا اچھال کے درد جگر مجھے
ایسا کہ بتکدے کا جسے راز ہو سپرد — اہل حرم میں کوئی نہ آیا نظر مجھے
کیا درد ہجر اور یہ کیا لذت وصال — اس سے بھی کچھ بلند ملی ہے نظر مجھے

پرتو رخ کے کرشمے تھے سر راہگذر — ذرے جو خاک سے اٹھے وہ صنمخانہ بنے
کارفرما ہے فقط حسن کا نیرنگ کمال — چاہے وہ شمع بنے چاہے وہ پروانہ بنے
خاک پروانے کی برباد نکر باد صبا — یہی ممکن ہے کہ کل تک مرا افسانہ بنے
اسکو مطلب ہیں کچھ قلب و جگر کے ٹکڑے — جیب و دامن نہ کوئی پھاڑکے دیوانہ بنے
رند جو ظرف اٹھالیں وہی ساغر بنجائے — جس جگہ بیٹھ کے پی لیں وہی میخانہ بنے

دشت غربت کیطرف اک آہ بھر کر حسرت کی — گرد کو پھر دل میں مرے اہل وطن دیکھا کئے
شیوۂ منصور تھا اہل نظر کو بھی گران — پھر بھی اک حسرت سے سب دار و رسن دیکھا کئے

دوڑتے پھرتے تھی جلوی انکے موج نور مین   دور سے ہم راز شمع انجمن دیکھا کیے

یہ بھی فریب ہین کچھ درد عاشقی کے   ہم کیا کرینگے مر کے کیا کر لیا ہی جی کے
محسوس ہو رہی ہین باد فنا کے جھونکے   کھلنے لگے ہین مجھ پہ اسرار زندگی کے
بار الم اٹھایا رنگ نشاط دیکھا   آئے نہین ہین یونہی انداز بے حسی کے

ان اشعار سے تم خود اندازہ کر سکتے ہو کہ حضرت اصغر کے کلام مین جو سوز و گداز، لطافت، بلند خیالی اور برجستگی پائی جاتی ہی، وہ انکے کشتۂ محبت جگر مین بھی موجود نہین،

شاعری | یہ مسلم ہے کہ انسان ماحول سے بہت زیادہ متاثر ہوتا ہی، جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہین، حضرت جگر کے خاندان کا خاص مذاق شاعری تھا، اسلیے یہ کیونکر ممکن تھا کہ ایک ایسی آب ہوا مین جو سرتاپا شاعرانہ کیفیت سے لبریز تھی، نشو و نما پا کر حضرت جگر اس ذوق سے نا آشنا رہتے، چنانچہ ابتدا ہی سے انکے دل و دماغ پر شاعری کا نشہ چھایا ہوا تھا، ۱۳-۱۴ برس کے سن سے شعر کہنا شروع کر دیا تھا، چونکہ مذاق شاعری بالکل فطری تھا، اسلیے انکے ابتدائی کلام مین بھی شاعرانہ کیفیت کی وہی روح موجود ہے جسنے آیندہ چلکر قدما کے ایوان تغزل مین وہ طلسم کاریان کین کہ ارباب ذوق کی نگاہین خیرہ ہو کر رہ گئین، چند اشعار نمونۃً درج کیے جاتے ہین،

دوست اغیار ہوئے جاتے ہین ہاتھ بیکار ہوئے جاتے ہین
اپنے جلوؤن کو چھپائے رکھو صرف دیدار ہوئے جاتے ہین

نالہ ہوتا ہے آہ ہوتی ہے کیا بری چیز چاہ ہوتی ہے
میرے غم خانۂ مصیبت کی چاندنی بھی سیاہ ہوتی ہے
یون نہ پروا کرو خدا کے لیے دیکھو دنیا تباہ ہوتی ہے
پانؤن رکھتا ہون جب محبت مین بیکسی فرش راہ ہوتی ہے

وہ دل ہی نہین رہا کسی کا اب خاک ہے لطف زندگی کا
یہ سوز نہان نہین ہے دل مین جلتا ہے چراغ بیکسی کا

اگرچہ غیر وہان کامیاب رہ نہ سکا مگر بغیر ہوئے انقلاب رہ نہ سکا
کہان رہیگا دل مضطرب خدا جانے جو سینے ہی مین یہ خانہ خراب رہ نہ سکا

حال وحشت مین ہوا یہ ترے دیوانونکا جیب چھوٹی تو گریبان لیے بیٹھے ہین

یہ شعر اگر آج بھی حضرت جگر لکھتے، تو انکے لیے مایۂ فخر تھا،

وہ چہرہ ہے پر نور کہ اللہ کی قدرت — وہ آنکھ ہے مخمور کہ حافظ کی غزل ہے

تشبیہ کی طرفگی قابل لحاظ ہے،

لکھے خط انکا کیا ضبط بہت کچھ لیکن — تھر تھراتے ہوئے ہاتھون نے بھرم کھولدیا

دیکھو، علاوہ ندرت خیال کے واقعہ کی کتنی صحیح تصویر ہے!

گر چشم آرزو کی حالت یہی رہیگی — پردے مین بھی کسیکی بے پردگی رہیگی

تم خاک مین ملادو دلکو جگر کو لیکن — ارمان ہی رہینگے حسرت یہی رہیگی

جا ای فلک نہ خوش ہو برباد کرکے مجکو — تیرے مزاج مین بھی آشفتگی رہیگی

| اساتذہ | حضرت جگر فطری شاعر ہین، اسلیے انکو کسی کے سامنے زانوے تلمذ تہ کرنیکی ضرورت نہ تھی تاہم چند اساتذۂ فن کے سامنے انھون نے اپنے کلام کو بنظر اصلاح پیش کیا، اور ایک حد تک مستفید ہوے، ابتدا مین انکے والد کبھی کبھی انکی غزلین دیکھ لیا کرتے تھے، اور اپنے عزیز بیٹے کی نکتہ سنجیون پر خوش ہوتے تھے، لیکن اسوقت انکو کیا خبر تھی، کہ یہ نوجوان لڑکا آیندہ چلکر دنیاے شاعری مین ایک ہلچل ڈالدیگا، والد کے انتقال کے بعد حضرت جگر نے داغ کیطرف رجوع کیا، جو اسوقت اقلیم سخن کا تنہا فرمانروا تھا، اسمین کچھ شبہہ نہین کہ حضرت جگر کی زبان مین جو سادگی، روانی، اور نزاکت موجود ہے وہ صرف اسی یگانۂ فن کے

فیض صحبت کا نتیجہ ہی لیکن باوجود اسکے انصاف یہ ہی کہ شاگرد نے استاد سے بھی ایک قدم آگے بڑھا دیا ہی، چنانچہ داغ کے جواب مین حضرت جگر نے اکثر غزلین لکھی ہین، جنکا موازنہ ہم صرف ارباب ذوق کے مذاق صحیح پر چھوڑ دیتے ہین،

داغ کے مرنیکے بعد حضرت جگر نے پانچ چھ غزلین حضرت رسا کو اور دو تین غزلین منشی امیراللہ تسلیم کو بھی دکھلائین، لیکن چونکہ انکی نظر موجودہ شاعری کی سطح سے بہت زیادہ بلند تھی، اسلیے کوئی شخص انکی نگاہون مین جنچتا نہین تھا یہی وجہ تھی کہ انھون نے فن شاعری مین کسی کو اپنا مستقل استاد نہین بنایا، ان بزرگون سے انکے تعلقات محض برائے نام تھے، انکا حقیقی استاد اور رہبر صرف انکا ذوق صحیح اور وجدان سلیم تھا، جسنے شروع ہی سے انکو صحیح راستہ پر ڈالدیا تھا، جیسا کہ انکے ابتدائی کلام سے ظاہر ہوتا ہی، حضرت جگر کو اسپر فخر کرنا چاہیے کہ باوجود نہایت معمولی تعلیم وتربیت کے انکا شاعرانہ مذاق اسی قدر صحیح ہے، جتنا ایک بڑے نقاد سخن کا ہوسکتا ہی، یہی وہ چیز ہے جس نے انکی شاعرانہ مطمح نظر کو انکے معاصرین کے کلام سے بہت زیادہ بلند کردیا ہی،

حضرت جگر چونکہ ایک نکتہ سنج اور بلاغت شناس شاعر ہین، اسلیے وہ شعرائے لکھنؤ کیطرح محض زبان کی بندشون اور فن عروض کی پابندیون مین الجھکر نہین رہ جاتے، چنانچہ وہ ایطا خفی وغیرہ کی بالکل پروا نہین کرتے، محاورون کے استعمال مین وہ کسی خاص سکول کے

پیرو نہین ہین لکھنؤ اور دلّی دونون کا اتباع کرتے ہین،

معاصرین سے موازنہ | حضرت جگر کا اصلی کارنامہ فخر غزل ہے اگرچہ انکے کلام مین داغ کا اثر بہت کچھ نمایان ہے تاہم صاحب ذوق محسوس کرسکتا ہے کہ وہ اس میدان مین ایک طرز خاص کے موجد ہین جو اس وقت کسی کو نصیب نہین، عزیز، جوش، حسرت، ثاقب، وغیرہ کی زمزمہ سنجیان بے شبہہ موجودہ غزلیہ شاعری کے لیے سرمایۂ ناز ہین، لیکن انصاف یہ ہے کہ حضرت جگر کے آفتاب کمال نے ان تمام ستارونکو بے نور کردیا ہے، چنانچہ ہم صرف انداز کلام دکھانیکے لیے بغیر کسی تفصیلی ریویو کے چند ہم طرح غزلین ذیل مین درج کر دیتے ہین، ارباب ذوق خود اندازہ کرسکتے ہین کہ تغزل کے میدان مین حضرت جگر اپنے معاصرین کے مقابلہ مین کیا درجہ رکھتے ہین،

حضرت عزیز

خدا محفوظ رکھے عشق کے جذبات کامل سے — زمین گردون سے ٹکرائی جہان دل لگیا دل سے
ہلی جاتی ہے دنیا رنگ محفل مین تغیر ہے — یہ دامن جھاڑ کر کون اٹھ گیا ہے آج محفل سے
حجاب ناز سے آراستہ ہوکر نہ یون نکلو — ابھی واقف نہین اچھی طرح تم رنگ محفل سے
ہمیشہ سے مزاج حسن مین وقت لپسندی ہے — مری دشواریان آسان ہونا سخت مشکل ہے
پھر اتنے اہل دل آئینگے دنیائے محبت مین — گرینگے جتنے قطرے خون کے شمشیر قاتل سے
کسیکی بزم مین جا کر وہی ناکامیان ہونگی — نتیجہ کیا دل بے تاب اس تحصیل حاصل سے

کیا مجنون نے نالہ نجد کے ذرون نے دیدی — جھلک اٹھا یہ کسکا حسن عالم سوز محمل سے

ٹھہر جا تیری محویت کی اک تصویر تو لیلون — ارے خلوت مین باتین کرنیوالی مضطرب دلسے

ابھی پیوست ہے کافر نگاہ شوخ ادا انکی — کسیدن دیکھنا بجلی گراؤنگا اسی دل سے

کسیکو اور کیا سمجھا سکونگا مدعا دل کا — سمجھتا ہون خود اپنے دلکی باتونکو مین مشکل سے

کوئی دیکھے تو مد و جزر دریاے محبت کا — پلٹ جاتی ہے پھر کشتی مری ٹکرا کے ساحل سے

نظام ہر دو عالم آج ہے اس دلکے قبضہ مین — جسے کل تک لہو کی بوند بھی کہتے تھے مشکل سے

الٰہی معتدل کر خنکی بحر محبت کو — اڑا جاتا ہے دل میرا ہواے سرد ساحل سے

سنبھل اے گردش دوران یہی منظور ہے انکو — دکھا دون اٹھنے والے کسطرح اٹھتے ہین محفل سے

رگ جان بنگیا جادہ زمین دشت غربت کا — یہ کون آواز دیتا ہے مجھے رہ رہ کے منزل سے

ازل مین نقشبند صورت معنی وہ نقطہ تھا — لہو کی بوند بنکر جو گرا ہے حلق بسمل سے

یہ کیا تھا یون تو وہ دیکھا کیے دم توڑنا میرا — مگر انگڑائی لی اک روح نکلی جب مرے دل سے

نہین جاتا تمھاری بزم سے دنیا سے جاتا ہون — الگ اٹھکر ذرا اک بات سن لو میری محفل سے

نثار اس عمر کے الٹی چھری سے ذبح کرتے ہین — کریگا کون جان اپنی عزیز اب ایسے قاتل سے

عزیز دشت پیما بنگیا اک عارف کامل — سبق اتنا لیا ذرات فطرت کے مسائل سے

عزیز اعجاز حسن روح پرور کی کوئی حد ہے — ہزارون دل بنا ڈالے مرے ٹوٹے ہوے دل سے

حضرت عزیز کے شاگرد مصور جذبات حضرت جوش نے بھی اسطرح پر غزل لکھی ہے ملاحظہ ہو

یقین ہے دوستو مجکو مری وقت طلب دل سے — کہ یہ آسانیان پیدا کریگا سخت مشکل سے

کبھی سن لے ارے او ساز عشرت چھیڑنیوالے — عجب آواز آتی ہے مرے ٹوٹے ہوے دل سے

بجھی جاتی ہین شمعین دل ہی جلتے ہین سینوں مین — بتا دینا کہ یہ اٹھکر چلا ہے کون محفل سے

جبین پر سادگی نیچی نگاہین بات مین نرمی — مخاطب کون کرسکتا ہے تمکو لفظ قاتل سے

نہین ہے آہ مین تاثیر خیر اچھا نکلوا دو — بتا دیتا مین ورنہ اسطرح اٹھتی ہین محفل سے

وہ اک ہم ہین جسے کشتی رواں موجون نے گھیرا ہے — وہ اک تم ہو کہ ہنستے ہو تماشا گاہ ساحل سے

ارے او پوچھنے والے سبب میرے نہ ہنسنے کا — مجھے رونا بھی اب مدت ہوئی آتا ہے مشکل سے

زمانہ مین جب آدھی رات کا ہوتا ہے سناٹا — برابر آپ کی آواز آتی ہے مرے دل سے

سمجھکر مزدہ لے جوش ہمراز ونکا ہنس دینا — مراد مطلب بنکر نکلنا کوے قاتل سے

لسان الہند اور مصور جذبات کی جدت طرازیاں تمنے سن لین اب ہمارے گمنام شاعر کی نکتہ سنجیاں ملاحظہ ہون،

حضرت جگر

ازل کے دن جنھین لیکر چلے تھے تیری محفل سے — وہ شعلے آجتک لپٹے ہوے ہین دامن دل سے

نقش قدم یکسا سامنا اس وحشت دل سے — جرس فریاد کرتی ہے مرے شور سلاسل سے

مجھے اب خوف ہی کیا ہجر مین تنہائی دل سے
ہزارون محفلین لیکر اٹھا ہون تیری محفل سے

نہ ہوا آشنا مزاج یار بر ہم نالۂ دل سے
یہ بیچارہ ابھی واقف نہین آداب محفل سے

یہ عالم ہے ہجوم شوق مین بیتابی دل سے
کہ منزل پر پہنچکر بھی اڑا جاتا ہون منزل سے

رخ رنگین کے جلوے کب نکل سکتے ہین اس دل سے
یہ وہ موجین نہین ہین جو جدا ہو جائین ساحل سے

فلک پر ڈوبتے جاتے ہین تارے بھی شب فرقت
مگر نسبت کہان انکو مرے ڈوبے ہوئے دل سے

نگاہین قیس کی اٹھتی ہین جوش کیف مستی مین
ذرا ہشیار رہنا سار بان لیلے کی محمل سے

وہی سب رنگین نقش و نگار صفحۂ ہستی
اڑی تھین جسقدر چھینٹین مرے خونابۂ دل سے

کیا یہ کیا کہ راز عشق سب پر کر دیا افشا
ہمین کہنا جو تھا کہتے زبان شمع محفل سے

سمجھ کر پھونکنا اسکو ذرا اے داغ ناکامی
بہت سے گھر بھی ہین آباد اس اجڑے ہوئے دل سے

محبت مین قدم رکھتے ہی گم ہونا پڑا مجکو
نکل آئین ہزارون منزلین اک ایک منزل سے

سحر تک انکی ہر چند پروانون کے مٹنے پہ
مگر دل پر جو گذری کوئی پوچھے شمع محفل سے

ہجوم یاس ایسا کچھ نظر آتا نہین مجکو
وفور شوق یہ آگے بڑھا جاتا ہون منزل سے

نظر آئے نہ کیونکر رقص مین ہر ذرہ صحرا
غبار قیس ملنا چاہتا ہے اٹھ کے محمل سے

کہان کا میکدہ رخ تک نہ کرتے اسطرف میکش
جو ملجاتی کبھی اک بوند بھی میخانۂ دل سے

سمان کیا ہون یہانکی مشکلین بس مختصر یہ ہے
وہی اچھے ہین کچھ جو جسقدر ہوتے ہوئے دل سے

قیامت کیا، کہاں کا حشر، کیسا دیر، کیا کعبہ
یہ سب ہنگامے برپا ہیں مرے اک مضطرب دل سے

بڑھی جب وحشت دل گر پڑینگی آپ زنجیریں
ترے دیوانے ڈرتے ہیں کہیں قید سلاسل سے

یہ دردانگیز نالے عشق میں اچھے نہیں مجنوں
کہیں سر پیٹ کر لیلیٰ نکل آئے نہ محمل سے

بدن سے جان بھی ہوجائیگی رخصت جگر لیکن
نہ جائیگا خیال حضرت اصغر مرے دل سے

مرزا ثاقب لکھنوی

شام فراق کچھ نہیں آتا نظر مجھے
چھپ کر جلا ہیں کیوں مرے داغ جگر مجھے
چپ رہنا قید غم ہیں مگر مرے ہمصفیر
کرتے ہیں محو نالہ کشی چھیڑ کر مجھے
تم دور ہو تو کس لیے دل میں مقام ہے
اس پاس ہوں تو کیوں نہیں اپنی خبر مجھے
بگڑا ہے حسن و عشق کے ہاتھوں نظام دہر
بیجا خیال ہے اُدھر انکو ادھر مجھے
نقش قدم میں نقش وفا دیکھ دیکھ کر

حضرت جگر

ہر سو دکھائی دیتے ہیں وہ جلوہ گر مجھے
کیا کیا فریب دیتی ہے میری نظر مجھے
آیا نہ راس نالۂ دل کا اثر مجھے
اب تم ملے تو کچھ نہیں اپنی خبر مجھے
ڈالا ہے بیخودی نے عجب راہ پر مجھے
آنکھیں ہیں اور کچھ نہیں آتا نظر مجھے
ملتی نہیں ہے لذت درد جگر مجھے
بھولی ہوئی نہ ہو نگہ فتنہ گر مجھے
دل لیکے مجھ سے دیتے ہو داغ جگر مجھے

کرتی ہی یاد کھوکے مری رہگذر مجھے — یہ بات بھولنے کی نہین عمر بھر مجھے
قائل ہون مین کہ مقبل تقدیر تھی جدا — آتی نہین نباہ کی صورت نظر مجھے
حصہ ملا سبھون کو خوشی کا مگر مجھے — مین بال و پر کو شاق ہون و بال پر مجھے
پردے سے باہر آگیا اب زندگی کا راز — ستا نہ کر رہا ہون رہ عاشقی کو طے
دیکھو تو دیکھ جاؤ کبھی اک نظر مجھے — لیجاے جذب شوق مرا اب جدھر مجھے
شوق بہار باغ مین تنکے چنے تو ہین — کیسے کہون کہ ختم ہوئی منزل فنا
دیکھون جو دیکھنے دی اسیری کا ڈر مجھے — اتنی تو ہے خبر کہ نہین کچھ خبر مجھے
دل والے جانتے ہین مگر کہہ سکتے نہین — یکسان ہی حسن و عشق کی سرگذشت کا رنگ
تڑپا رہی ہے شدت درد جگر مجھے — انکی خبر انہین ہے نہ میری خبر مجھے
کیا قبر پہ جلائی ہین احباب نے چراغ — اللہ ری شوق دید کی حیرت فزائیان
اس سمت سے تو کچھ نہین آتا نظر مجھے — یہ حال ہی کہ کچھ نہین آتا نظر مجھے
نالوں نے کر دیا مری عزلت کا راز فاش — مین دور ہون تو دے سخن مجھسے کسلیے
اب شبکو بھی چھپا نہین سکتا ہی گھر مجھے — تم پاس ہو تو کیون نہین آتے نظر مجھے
... ان کی نظر مین ہو نہین اجنبی تو کیا — کیا جانئے قفس مین رہے کیا معاملہ
در ... سے جانتا ہی تر ... سنگ در مجھے — ابتک تو ہین عزیز مرے بال و پر مجھے

دنیائی قفس کی ہوا سے سوا جہان ۔ مرتا ہے انکے پاؤں پہ رکھکر سرنیاز

ڈھونڈھے سی بھی ملا نہ کوئی نوحہ گر مجھے ۔ کرتا ہے آج قصۂ غم مختصر مجھے

کیا جانوں کوئی کُند چھری تھی کہ اور کچھ ۔ کرنا ہے آج حضرت ناصح سی سامنا

اک چیز ذبح کرتی رہی رات بھر مجھے ۔ ملجائے دو گھڑی کو تمہاری نظر مجھے

غربت میں راہ کٹتی ہی ناتھی سبب ۔ شرم گنہ یہ حشر میں کام آئی ای جگر

قصہ سمجھ رہا ہے مرا ہم سفر مجھے ۔ ابر کرم بنا مرا دامان تر مجھے

ہم نے تمام غزلیں بلا کم و کاست نقل کر دی ہیں، طوالت کے خوف سے ہم خود تفصیلی موازنہ کرنا مناسب نہیں سمجھتے لیکن ارباب ذوق سے جو ہمیشہ ہر قسم کے خارجی اثرات سے صرف نظر کرتے ہیں چنانچہ وہ مخصوص انداز ہے کہ انصاف کی توقع ضرور رہی۔ مستفاد ہو جاتا ہے، یہ ہمارے دوست کا خاص انداز ہے، چند مثالیں ملاحظہ ہوں، ما

محشر میں بات بھی نہ زبان سی نکل سکی ۔ کیا جھک کے اس نگاہ نے سمجھا دیا مجھے

لاؤ اسے بھی رکھدیں اٹھا کر شب وصال ۔ حائل ہوا اک خفیف سا پردہ نظر کا ہے

دل رکھدیا ہی سامنے لاکر خلوص سے ۔ آگے اب اسکے کام تمہاری نظر کا ہے

آچلا تھا دم وقت نزع چشم یار کو ۔ اور لینی تھیں ابھی کچھ ہچکیاں بیمار کو

رات یوں طرح گذری کچھ نہ پوچھ دل کو ساتھ ۔ صبح تک کہا ہو یا تھوں ہاتھ اس بیمار کو

مین نکل آئے لیکن انصاف یہ ہے کہ حضرت جگر ع۔ آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری، کے مصداق ہین،

جوش بیان اُردو شاعری باوجود گوناگون اوصاف اور خیالات کے جوش بیان سی بالکل خالی ہے، یہ خاص حضرت جگر کا کارنامۂ فخر ہے، کہ سب سے پہلے انھون نے عشقیہ مضامین جوش کے ساتھ ادا کیے، جوش بیان درحقیقت شاعری کا ایک بہت بڑا عنصر ہی، اس کے بغیر سامعین پر وہ عام کیفیت طاری نہین ہوسکتی، جو خود شاعر کے دل پر طاری ہی حافظ کو دیکھو محض اپنے جوش بیان سے خیالات کا ایک طلسم باندھ دیتے ہین، ورنہ غور سے دیکھا جائے تو نفس خیال مین ندرت کم ہوتی ہے، جوش بیان اگرچہ ایک ذوقی چیز ہے تاہم اتنا کہہ سکتے ہین کہ بندش کی چستی، الفاظ کی نشست سے

انکی خبر انہین ہی نہ میری خبر مجھے

کیا تم سے بچھڑ کے ہین احباب نے چراغ ‖ اللہ ری شوق دید کی حیرت فزائیان

اس سمت سے تو کچھ نہین آتا نظر مجھے ‖ یہ حال ہی کہ کچھ نہین آتا نظر مجھے

نالون نے کر دیا مری عزلت کا راز فاش ‖ مین دور ہون تو دے سخن مجھسی کسلیے

اب تمکو بھی چھپا نہین سکتا ہی گھر مجھے ‖ تم پاس ہو تو کیون نہین آتے نظر مجھے

ان کی نظر مین ہو نہین اجنبی تو کیا ‖ کیا جانئے قفس مین رہے کیا معاملہ

[illegible] سے جاتا ہی ترا سنگ در مجھے ‖ اب تک تو ہین عزیز مرے بال و پر مجھے

ہر حیثیت سے اپنے اظہار مقصد کیلیے مناسب اور موزون تھی اور یہی انکی کامیابی کا حقیقی راز ہے، انکو حضرت عزیز کیطرح فلسفہ کے خشک مسائل کی تشریح مقصود نہ تھی، بلکہ صرف امور حسن و عشق کی پردہ کشائی منظور تھی اور اسمین جس حد تک وہ کامیاب ہوئے ہین، اسکا اندازہ ہر صاحب ذوق انکے کلام سے کر سکتا ہے

غرض حضرت جگر کو زبان پر غیر معمولی قدرت حاصل ہے، اسلیے جو خیال چاہتے ہین، نہایت لطیف، صاف اور سادہ طریقہ پر ادا کر دیتے ہین، کبھی کبھی فلسفہ بھی لکھ جاتے ہین، لیکن شاعرانہ لطافت کو ہاتھ سے جانے نہین دیتے، چنانچہ محسوس نہین ہوتا کہ فلسفہ لکھ رہے ہین، اسکی چند مثالین نکتہ آفرینی کے عنوان مین گذر چکی ہین، اسلیے اس موقع پر ہم قلم انداز کرتے ہین،

حضرت جگر کی قدرت زبان کا اندازہ وہان ہوتا ہے جہان وہ صرف ایک دو لفظوں سے پورے شعر مین جان ڈال دیتے ہین، چنانچہ وہ مخصوص الفاظ اگر نکال لیے جائین، تو شعر بالکل برباد ہو جاتا ہے، یہ ہمارے دعوے کا خاص انداز ہے، چند مثالین ملاحظہ ہون،

محشر مین بات بھی نہ زبان سے نکل سکی ۔۔۔ کیا جھک کے اس نگاہ نے سمجھا دیا مجھے

ناز و ادا سے بھی رکھدیا اٹھا کر شب وصال ۔۔۔ حائل ہوا کہ خفیف سا پردہ نظر کا ہے

دل رکھ دیا ہے سامنے لا کر خلوص سے ۔۔۔ آگے اب اسکے کام تمہاری نظر کا ہے

اچھا تھا رحم وقت نزع چشم یار کو ۔۔۔ اور لینی تھین ابھی کچھ ہچکیان بیمار کو

رات بھر کسطرح گذری کچھ نہ پوچھو دل کے ساتھ ۔۔۔ صبح تک رکھے کہا ہے ہاتھوں ہاتھ اس بیمار کو

برسائی آنسوؤن کی جھڑی چشم یار نے　　کیا ٹھکے کھد یا مری خاک مزار نے

تا پاس بزم مین دید ار کی لائی نہ گئی　　ہمنے چاہا بھی مگر آنکھ اٹھائی نہ گئی

خط کشیدہ الفاظ پر غور کرو، وہی پورے شعر کی جان ہین،

ابتذال سے پرہیز — علاوہ زبان کی صفائی، سادگی، اور سلاست کے حضرت جگر کا بڑا کمال یہ ہے کہ کلام ابتذال سے تقریبًا پاک ہے، چونکہ علاوہ شاعر ہونیکے سخن شناس بھی ہین، اسلیے وہ ہمیشہ اس لحاظ رکھتے ہین، کہ کوئی مبتذل اور بازاری لفظ یا کوئی ایسا خیال جسمین کوئی رکیک پہلو ہو انکے کلام مین نہ آنے پائے، جو لوگ زبان پرست ہوتے ہین، انکا کلام اکثر ابتذال سے پر ہوتا ہے، چنانچہ داغ کو دیکھو، کہ باوجود ایک بلند پایہ شاعر ہونیکے اسکے کلام مین اکثر ابتذال نمایان رہتی ہے، لیکن یہ صرف حضرت جگر کا کارنامہ فخر ہے، کہ باوجود زبان پرستی کے انکا شاعری ابتذال کی آلایش سے پاک ہے،

حضرت جگر کی خصوصیات شاعری ایک ایک کرکے ناظرین کے پیش نظر ہین اور اب ہم انکو اجازت دیتے ہین، کہ وہ دوسرون کے کلام سے انکا موازنہ کرین تو روئے سخن جسے سمجھیں گے غزل کی ہی

اب شبکو بھی چھپا نہین سکتا ہے گھر مجھے　　تم پاس ہو تو کیون نہین آتے نظر مجھے

...بان کی نظر مین ...ین اجنبی تو کیا　　کیا جانئے قفس مین رہے کیا معاملہ

مدت سے جانتا ہے ترا سنگ در مجھے　　اتنا تو ہین عزیز مرے بال و پر مجھے

کوئی نہ بچ سکا تری قاتل نگاہ سے — ذرّے بھی صدقے ہو گئے اٹھو اٹھکے را

یہ جانتا ہوں جانتے ہو میرا حال دل — یہ دیکھتا ہوں دیکھتے ہو کس نگاہ سے

مجھکو تسلیم حسین ساری جماعت نے کیا — دیکھ کیا کام مرے درد محبت نے کیا

نہ چھڑا ان سے کے محفل سے بچا کر لاتا — کہ تقاضے پہ تقاضا تری صورت نے کیا

پیاسے کے روح نکلجائے گی مری صیاد — مقدم مرے نالون کا قیامت نے کیا

نگاہ یاس ذرا تو بھی کام کر اپنا — کہاں وہ چھوڑ کے جاتے ہیں بیقرار

تمہارا وعدۂ دیدار میرا جذبۂ شوق — بنا نہ دے کہیں تصویر انتظار مجھے

ہجوم یاس میں کوشش نہ کوئی کام آئی — تسلیون نے کیا اور بیقرار مجھے

ہمیں مرا دل گم گشتہ ہو نہ خاک بسر — کہ دور تک نظر آتا ہے اک غبار مجھے

جنون کی خیر ہو یارب کہ ضعف کے ہاتھون — رہا نہ جیب و گریبان پہ اختیار مجھے

دل رکھدیا ہے سامنے لاکر خلوص سے — آگے اب اسکے کام تمہاری نظر کا ہے

آچلا تھا رحم وقت نزع چشم یار کو — اور لینی تھین ابھی کچھ ہچکیان بیمار کو

رات بھر کس طرح گذری کچھ نہ پوچھو دل کو ساتھ — صبح تک رکھا ہے ہاتھوں ہاتھ اس بیمار کو

۱

غم سے چھوٹوں تو ادھر دیکھوں میں — دل کو رو لوں تو جگر دیکھوں میں
دل کو تھاموں اِ جگر دیکھوں میں — اِک مصیبت ہے جدھر دیکھوں میں
نگہِ یاس! اثر دیکھوں میں، — دامنِ یار بھی تر دیکھوں میں
آشیاں کے جو اُٹھا لوں تنکے — اپنے ٹوٹے ہوئے پر دیکھوں میں
داغ ہی داغ نظر آتے ہیں — کس طرح قلب و جگر دیکھوں میں
دم گھٹا جاتا ہے اے دستِ جنوں — چاک دامانِ سحر دیکھوں میں
تیرے جلوؤں کے تصدق لیکن — تیرے جلوے کو کدھر دیکھوں میں
نہ وہ محفل ہے نہ وہ پروانے — خاک اے شمعِ سحر دیکھوں میں
دلِ دیوانہ یہ قسمت میری — کہ تجھے خاک بسر دیکھوں میں
نزع میں ڈھونڈھ رہی ہیں آنکھیں — کاش انھیں ایک نظر دیکھوں میں

ستم کا عدو مستحق ہو گیا — مرا دل سراپا قلق ہو گیا
سنانے چلے تھے انھیں حالِ دل — نظر ملتے ہی رنگ فق ہو گیا
پھر وہ نگاہِ شوخ جو کچھ بچ رہا تھا مرا خونِ دل — وہی آسمان پر شفق ہو گیا

صبر کے ساتھ مرا دل بھی لیے جائین آپ　　اسقدر رحم مرے حال پہ فرمائین آپ ٥
دیکھیے میری تمناؤن کا احساس رہے　　باغ فردوس مین تنہا نہ چلے جائین آپ ٥
میری رگ رگ مین سما کر بھی یہ پردا مجھ سے　　ظلم ہے ظلم جو آئینے سے شرمائین
کر دیا درد محبت نے مرا کام تمام　　اب کسی طرح کی تکلیف نہ فرمائین
نالے کرتے ہوے رہ رہ کے یہ آتا ہے خیال　　کہ مری طرح نہ دل تھام کے رہ جائین من

ن

عرش سے ہو کے جو مایوس دعائین آئین　　مین یہ سمجھا کہ مرے گھر مین بلائین آئین
مین نے جب شرم سے محشر مین جھکالی گردن　　بخشوانے کو مجھے میری خطائین آئین
کیجیے اور کوئی ظلم اگر ضد ہے یہی　　لیجیے اور مرے لب پہ دعائین آئین
مدتون یاد دلایا گیا افسانۂ غم　　دل اگر خاک ہوا دل کی صدائین آئین
کسی بیکس کا پڑا صبر کسی پر شاید　　آج اس سمت سے ناساز ہوائین آئین
اف نہ پوچھو شب غم شام سے لیکر تا صبح　　کیا بھیانک مرے کانون مین صدائین آئین
مین نے جب مرحلۂ عشق کیا ختم جگر　　مرحبا کی مرے کانون مین صدائین آئین

دل کو توڑ کے ناوک جگر سے گذریگا　　تو اک ہجوم قیامت نظر سے گذریگا

بغور دیکھ لو انداز میرے مٹنے کے — یہ سانحہ نہ کبھی پھر نظر سے گذریگا
قریب سرحد حرماں جگر ٹھہر جاؤ — سنا ہے قافلۂ غم ادھر سے گذریگا

گر چشم آرزو کی حالت یہی رہیگی — پردے میں بھی کسیکی بے پردگی رہیگی
تم خاک میں ملا دو دلکو جگر کو لیکن — ارمان یہی رہینگے حسرت یہی رہیگی
جلائے فلک خوش ہو برباد کرکے مجکو — تیرے مزاج میں بھی آشفتگی رہیگی

تصویر امیدوں کی آئینہ ملالوں کا — انسان جسے کہتے ہیں محشر ہے خیالوں کا
کیا خاک جواب انکو دوں انکے سوالوں کا — لب خشک ہیں زخموں کے منھ بند ہے چھالوں کا
اے درد غم فرقت ہاں چٹکیں لگے جا — دل آئینہ خانہ ہے آئینہ جمالوں کا

اداسی طبیعت پہ چھا جائیگی — انھیں جب مری یاد آجائیگی
شب غم کرشمے دکھا جائیگی — کبھی آنسوؤں کی رلا جائیگی
پس مرگ تربت پہ چھا جائیگی — مری بیکسی کام آجائیگی
تری آرزو کام آجائیگی — کہ مٹنے سے پہلے مٹا جائیگی

مرے بعد ڈھونڈوگے میری وفا — مرے ساتھ میری وفا جائیگی

مجھے اُسکے در پر ہے مرنا ضرور — ادا یہ مری اسکو بھا جائیگی

جگر ہم تو سمجھے ہوئے ہیں یہ اب — جدائی تری تجھکو کھا جائیگی

اُس کوچہ میں ہوں صورتِ نقشِ کفِ پا میں — دنیا نے مٹایا مجھے لیکن نہ مٹا میں

دم بھر کو تری بزم میں خالی نہ رہا میں — گر گر کے اُٹھا میں کبھی اُٹھ اُٹھ کے گرا میں

بن بنکے مٹاؤ نہ مرا نقشۂ ہستی — مٹ مٹ کے بنا ہوں ہمہ تن نقشِ وفا میں

سب خاک میں ملجائینگے یہ عیش کے سامان — اک آہ جو کرکے تری محفل سے اُٹھا میں

اے اہلِ حقیقت مجھے آنکھوں پہ بٹھاؤ — طے کرکے چلا آتا ہوں میدانِ فنا میں

چھیڑی ہے کس انداز سے کس کرشمہ بلا سے — دل ٹوٹ گیا نالۂ بلبل کی صدا سے

انسان کو لازم ہے رہے دور ریا سے — یہ چیز جدا کرتی ہے بندے کو خدا سے

جی سیر ہو کس طرح مے ہوش ربا سے — مستی کو ہے بیعت مری رندانہ ادا سے

ہٹے نہ قدم جادۂ تسلیم و رضا سے — آواز یہ آتی ہے مزارِ شہدا سے

پھر حسن کے جلوؤں نے بنایا مجھے بیخود — ہوشیار ہوا تھا جرسِ دل کی صدا سے

گذرا ہے دل وجان سے اسی راہ مین کوئی
سجدون کے نشان پوچھ نقش کف پا سے
بیتابی دل تھی وہ مری آہ! جنون خیز
کانٹے بھی کھٹکتے رہے مجھ آبلہ پا سے

اللہ رے حسن و عشق کی سحر آفرینیان
خوش ہو رہے ہین گھر کا گھروندا بنا کے ہم
کچھ کہتے کہتے داور محشر کے روبرو
خاموش خود ہی ہو گئے گردن جھکا کے ہم
کس کس پہ جان دیجئے کس کس کو چاہیے
گم ہو گئے ہین بزم تمنا مین آ کے ہم
اتنے حجابون پر تو یہ عالم ہے حسن کا
کیا حال ہو جو دیکھ لین پردہ اٹھا کے ہم
یہ بیدلی کا زور ہے ساقی کے ہجر مین
جی چاہتا ہے پھینکدین ساغر اٹھا کے ہم
تاثیر جذب عشق کا اللہ رے کمال
آئینہ بن گئے تری اک اک ادا کے ہم

صدمون کی جان۔ درد کا قالب دیا مجھے
جو کچھ دیا کسی نے مناسب دیا مجھے
دی جان بھی تو سوز الم سے جلی ہوئی
دل بھی دیا تو جان کا طالب دیا مجھے
دینی تھی میرے سر کو جو شوریدگی عشق
پھر کیون خیال حفظ مراتب دیا مجھے

بنا ہون صفحۂ ہستی پہ رنگ نقش فنا
مٹا ہون خاک مین ملنے کی آرزو کے لیے

یہ نہین تیری آرزو نہ کرے — دل مگر خالی ہاے وہو نہ کرے

گم ہوا ہون خیال جانان مین — بیخودی میری جستجو نہ کرے

ختم سرمایۂ شکیب ہوا — چھیڑ اب تیری آرزو نہ کرے

ناز کرتے ہین پھول گلشن مین — کہین رسوا یہ رنگ و بو نہ کرے

خاک ہے جذب عشق کی تاثیر — خامشی ہی جو گفتگو نہ کرے

دیکھنی ہے مجھے بھی لذت عشق — کچھ کمی تیری آرزو نہ کرے

ڈر ہے مجکو کہ میری حیرانی — آئینہ انکے روبرو نہ کرے

یاد بھی انکی اے جگر صد حیف — پرسش داغ آرزو نہ کرے

پھولونکا تمام جسم دل داغدار نے — مجکو خزان بنا دیا میری بہار نے

برسائی آنسوؤنکی جھڑی چشم یار نے — کیا اٹھکے کہدیا میری خاک مزار نے

پھر آہ تک نہ کی جو دل بیقرار نے — کیا جان ہی نچوڑ لی پیکان یار نے

اے شوق مرگ پھر بھی مین ہون نیم تفس — آسان کر نہ دی مری مشکل بہار نے

سر مین پھر لہر جنون کی صفت تیر چلی — اے فلک رحم کہ مری پانون کی زنجیر چلی

صدقے ان ہاتھونکے مجکو بھی خبر تک نہوئی　　اس نزاکت سے گلے پر مرے شمشیر چلی
اب مری لاش پہ کیون سوگ لیے بیٹھی ہو　　تمنے شمشیر چلائی تھی تو شمشیر چلی

ع دل پہ طاری جیسی وضعف کا عالم ہوا　　گھٹ گئی اتنی ہی طاقت ورد جتنا کم ہوا
ہاے رو لینے سی بھی کب بوجھ دلکا کم ہوا　　جب کسی کی یاد آئی پھر وہی عالم ہوا
ہاے ری قسمت نہ نکلی حسرت دیدار بھی　　وہ ادھر آئے ادہر آنکھوں سی رخصت دم ہوا
غیر کیا جانین تری طرز تغافل کے مزے　　میرے دل سی کوئی پوچھے جو مرا عالم ہوا

برابر کی خلش خونابہ افشانی مقابل کی　　محبت نے بنا دی ایک حالت دیدۂ و دل کی
ہوئی جب کارفرما وہ نگاہ ناز قاتل کی　　بڑھی تعظیم کو رگ رگ سے کھنچکر روح بسمل کی
الٰہی کیا قیامت تھی نگاہ یاس بسمل کی　　کہ روتے روتے آخر پڑ گئی آواز قاتل کی
مجھے ای شور محشر تونے کیون چونکا دیا اٹھکر　　بلا مین مے رہا تھا بیخودی مین اپنی قاتل کی
ضرورت تیر کھانے کی نہین ہے ای فلک مجکو　　عنایت چاہتا ہون گوشہ دامان قاتل کی
ع نہ توڑے دست گلچین باغ مین پھولونکی کلیونکو　　کہ ان مین کچھ شباہت پائی جاتی ہے مرے دل کی
اجل اک مرتبہ پھر ہوش مین آجانے دی مجکو　　ہوس رہجائیگی دل مین نوازش ہاے قاتل کی

جب جگر مین نے چھپایا لاکھ درد عشق کو لیکن　　بیان کردین مری صورت نے سب کیفیتین دل کی

اف وہ پروانون کا نذر غم پنہان ہونا　　قہر تھا انکے لیے شمع کا عریان ہونا

ان سے کہنا نہ پڑے کچھ مجھے ایسی جذبۂ شوق　　سامنے جاتے ہی چہرے سے نمایان ہونا

حشر کے دن وہ گنہگار نہ بخشا جائے　　جسنے دیکھا ترے آنکھونکا پشیمان ہونا

ان کو معلوم تو ہو جائے حقیقت غم کی　　درد کو چاہیئے رگ رگ سے نمایان ہونا

پردہ رکھنا تھا جو منظور تو عاشق کیلیے　　دامن یار کو لازم تھا گریبان ہونا

سنکے افسانۂ غم باغ مین کمہلا گئے پھول　　شاق گذرا ہے مجھے بلبل کا غزلخوان ہونا

وحشت دل نے پس مرگ دکھایا نہ اثر　　خاک کے ذرون کو لازم تھا بیابان ہونا

جسکو نعمت یہ ملے کیون وہ رہے آزردہ　　سو خوشی ایک ترے غم مین پریشان ہونا

کسی کے سامنے مشکل سے عرض حال ہوئی　　سنبھل سنبھل کے طبیعت مری نڈھال ہوئی

نگاہ قہر کے صدقے جھکی نہ غیر طرف　　مجھی پہ تیز ہوئی پہ مجھی پہ لال ہوئی

مجھے جو عرض تمنا پہ کچھ حجاب آیا　　مرے سوال کی شرمندگی سوال ہوئی

وہ مست مانند رند آنکھیں وہ سرخ مثل شراب عارض — جو ہیں مجسم شراب آنکھیں تو ہے سراپا شباب عارض
دلوں کو بیچین کر رہی ہے بنی ہوئی برق انکی شوخی — نظر کو خیرہ بنا رہا ہے لیے ہوئے آفتاب عارض
وہ صبح شام وصال میرا بلائیں لینا لپٹ لپٹ کر — حیا سے وہ نیچی نیچی نظریں وہ شرم سے آب آب عارض
برس رہا ہے یہ رنگ مستی کہ ہوش باقی نہیں کسی کو — نگاہیں انکی جھکی ہوئی ہیں پلا رہا ہے شراب عارض

عاشقی یاس کی محکوم ہوئی جاتی ہے — بیکسی اب مرا مفہوم ہوئی جاتی ہے
دل ہوا خاک تپ غم سے مگر دل کی جگہ — اک خلش سی مجھے معلوم ہوئی جاتی ہے
وائے ایذا طلبی شدت غم کے ہاتھوں — طاقت گریہ بھی معدوم ہوئی جاتی ہے
دیکھو چھیڑو نہ خدا کے لیے افسانۂ قیس — کہ طبیعت مری مغموم ہوئی جاتی ہے
ہم تو سمجھے تھے غم عشق فنا کر دے گا — اب یہ امید بھی موہوم ہوئی جاتی ہے
وہی دل ہے جو چھٹا جاتا ہے دامن سے ترے — وہی قسمت ہے جو محروم ہوئی جاتی ہے
دل دھڑکنا بھی غنیمت ہے تری فرقت میں — کہ خبر تو مجھے معلوم ہوئی جاتی ہے
اے جگر بات یہ کیا ہے کہ مری نظروں سے — آج جو چیز ہے معدوم ہوئی جاتی ہے

نہ بھولیگا یہ عالم عشق کا سر سے گذر جانا — نگہ کا انکی ملنا اور کلیجہ تک اتر جانا

۲۱

قیامت تھا جدا ہوتے ہی یون جی سے گذر جانا   اُدھر اُنکے قدم اُٹھنا اِدھر میری خبر جانا

سرہانے سے کسیکا اُٹھکے وہ پچھلے پہر جانا   یکایک پھر مریض عشق کا چہرہ اُتر جانا

پریشان ہوکے زلفونکا وہ چہرے پہ بکھر جانا   وہ سوتے سوتے چونک اُٹھنا وہ لیٹے لیٹے ڈر جانا

ہر اک لغزش پہ چیخ اُٹھنا ہر اک جنبش پہ ڈر جانا   قفس تک ملے میرا اسطرح سے بال و پر جانا

نازک ترے مریض محبت کا حال ہے   دن کٹ گیا تو رات کا کٹنا محال ہے

آئے زبان پہ راز کوئی کیا مجال ہے   تم سے مجھے عزیز تمھارا خیال ہے

آنکھون سے جان جائے فرقت کا ماجرا   اشکون سے پوچھ لیجیے جو دل کا حال ہے

وہ کیسے ہی سہی مگر آخر تو ہے جگر   کیا کم ہے یہ کہ انکو تمھارا خیال ہے

دیتی ہے پتہ ساقی سرمست کی انگڑائی   اُٹھی وہ گھٹا اُٹھی آئی وہ بہار آئی

دیکھی تری آنکھون کی کیفیت رعنائی   اب کس سے سنبھلتا ہے جام مے مینائی

پھر دور مین ہو ساقی جام مے مینائی   پھر آنے لگی مجکو انگڑائی پہ انگڑائی

اب بے لین نہ طاقت ہے آنکھون میں نہ بینائی   سب لوٹ لیا غم نے سامان شکیبائی

معلوم یہ ہوتا ہے فرقت مین کہ ہونٹون تک   اب جان مری آئی اب جان مری آئی

good.

شب غم کاش درد دل ہی اتنا مہربان ہوتا — اِدھر اُٹھتا اُدھر اُٹھتا یہان ہوتا وہان ہوتا
شریک نالہ میرا بھی جو انداز فغان ہوتا — چمن مین ہر لب خاموش بلبل کی زبان ہوتا
دم بسمل اگر تم چھیڑ دیتے دل کے زخمون کو — لہو کا قطرہ قطرہ درد دل کی داستان ہوتا
بہت روکا تمھارے وعدۂ دیدار نے ورنہ — وہان ہوتی نہ میری بیخودی بھی مین جہان ہوتا

کہان اب دل مین یہ طاقت کہ عرض مدعا کردے — مگر شاید نگاہ یاس کچھ مطلب ادا کردے
نظر ملتے ہی دل کو وقف تسلیم و رضا کردے — جہان سے ابتدا کی ہو وہین پر انتہا کردے
وفا پر دل کو صدقے جان کو نذر جفا کردے — محبت مین یہ لازم ہے کہ جو کچھ ہو فدا کردے
چمن دور آشیان برباد یہ ٹوٹے ہوے بازو — مرا کیا حال ہو صیاد اگر مجکو رہا کردے
چنے ہین مین نے بھی کچھ پھول تیرے باغ معنے سے — الٰہی تو اگر حسن قبول انکو عطا کردے
تری مجنون ادائی سے جگر یہ خوف آتا ہے — کہین ایسا نہو انکو بھی عالم آشنا کردے

نقش وفا کا رنگ مٹایا نہ جائے گا — مل بھی گیا جو زہر تو کھایا نہ جائیگا
سر سے جنون عشق کا سایا نہ جائے گا — تم سے بھی یہ طلسم مٹایا نہ جائیگا
دل نے اگر چھپا بھی لیے داغہائے عشق — آنکھون سے تو یہ راز چھپایا نہ جائیگا

مجھ ناتوان عشق کو سمجھا ہے تمنے کیا — دامن پکڑ لیا تو چھڑایا نہ جائیگا
انکو بلا کے اور پشیمان ہوئے جگر — یہ کیا خبر تھی ہوش مین آیا نہ جائیگا

شب وصل کیا مختصر ہو گئی — ذرا آنکھ جھپکی سحر ہو گئی
غشی نے نہ دامن پکڑنے دیا — بڑی خیر وقت سحر ہو گئی
تری یاد سے بھی چلا کچھ نہ کام — بس اتنا ہوا آنکھ تر ہو گئی
نگاہون نے سب راز دل کہدیا — انھین آج اپنی خبر ہو گئی
بڑی چیز ہے طرز بیگانگی — یہ ترکیب اگر کارگر ہو گئی
الٰہی بُرا ہو غم عشق کا — سنا ہے کہ انکو خبر ہو گئی
کئے مجھ پہ احسان غم یار نے — ہمیشہ کو نیچی نظر ہو گئی
درخشان ہوئے تھے مرے داغ دل — مگر وہ یہ سمجھے سحر ہو گئی
برسنے لگی ہر طرف بیکسی — مری موت میری خبر ہو گئی
نمایان ہوئی صبح پیری جگر — بس اب داستان مختصر ہو گئی

جان ہے بیقرار سی جسم ہے پائمال سا — اب نہ وہ دل نہ وہ جگر باقی ہے اک خیال سا

جسنے بنا دیا مجھے وحشی و خستہ حال سا ۔ ہاے وہ شکل چاندنی سے وہ قد نہال سا

دلپہ مرے گرائی تھین تمنے ہی بجلیان مگر ۔ آؤ نظر کے سامنے مجکو ہے احتمال سا

ہاے رہی وہ عتاب مین انکی ادائین انکی شکل ۔ آنکھین بھی سرخ سرخ سی چہرہ بھی لال لال سا

اٹھتے ہی پاے یار کے باغ کا باغ اجڑ گیا ۔ پھول بھی ہین تباہ سی سبزہ بھی پائمال سا

حسن کی سحر کاریان عشق کے دلسے پوچھیے ۲۴ وصل کبھی ہے ہجر سا ہجر کبھی وصال سا

گم شدگان عشق کی شان بھی کیا عجیب ہے ۔ آنکھ مین اک سرور سا چہرے پہ اک جلال سا

یاد ہے آجتک مجھے پہلے پہل کی رسم و راہ ۲۶ کچھ نہین اجتناب سا کچھ نہ مجھے احتمال سا

خاک رہ یار ہم تن نقش وفا ہوجانا ۔ سوچتا ہون کہ مجھے چاہیے کیا ہوجانا

ہم اسیران جنون سے کوئی پوچھے آکر ۔ جیتے جی قید تعلق سے رہا ہوجانا

نالۂ دل جو سلامت ہے تو کیا مشکل ہے ۔ روز اُس کوچہ مین اک حشر بپا ہوجانا

خاک پروانہ سے آتی ہین صدائین پیہم ۔ زندگی ہے غم دلبر مین فنا ہوجانا

نگہ شوق نے سب کھولدیے بند نقاب ۔ سہل سمجھے تھے وہ پابند حیا ہوجانا

حسرت آرزوے دید کا دیتا تھا پتہ ۔ مرتے مرتے دہن زخم کا وا ہوجانا

ہاے وہ ضبط محبت کی جفائین شب غم ۔ دل مین گھٹ گھٹ کے وہ آہون کا فنا ہوجانا

جب مقابل ہوئے مژگان تو کیا دلکو ہدف　　جانتے ہی نہین یہ تیر خطا ہو جانا
رشک آتا ہے شہیدان وفا پر مجھکو　　انکی قسمت مین تھا کیا جلد شفا ہو جانا

کیا لطف پوچھتے ہو پر شوق زندگی کے　　جی جی اٹھا ہون مرکے مر مر گیا ہون جی کے
بے حکم عشق مرکے ہے درد عشق جی کے　　کرتے ہین مفت ضائع اوقات زندگی کے
دیکھا تو اسجگہ پر لاکھون ہین زخم تازہ　　حاصل ہوئی تھی فرصت جس زخم دلکو سی کے
فیض بہار سے ہے عالم یہ تازگی کا　　گویا برس رہے ہین انوار زندگی کے
ہر اک سی پوچھتے ہین وہ میری حالت دل　　قربان اس ادا کے اس بے تعلقی کے

فلک کے جور زمانہ کے غم اٹھائے ہوئے　　ہمین بہت نہ ستاؤ کہ ہین ستائے ہوئے
ہم اسکے سامنے حالت یہ ہین بنائے ہوی　　کہ دل پہ ہاتھ ہے آنسو ہین ڈبڈبائے ہوئے
نہ جانے دل مین وہ کیا سوچتے رہے ہیم　　مرے جنازہ پہ تا دیر سر جھکائے ہوئے
نگاہ شوق نے محشر مین صاف تاڑ لیا　　کہان وہ چھپتے کہ آنکھون مین تھے سمائے ہوئے
مٹاتے وقت تو انجام تک نظر نہ گئی　　کھڑے ہین اب مری تربت پہ سر جھکائے ہوئے
انھی مین راز محبت کسی کا پنہان تھا　　جو خشک ہو گئے آنسو مژہ تک آئے ہوئے

نہ جانے کان مین کیا کہہ دیا محبت نے ۔۔۔ پلٹ گئے مرے نالے لبون تک آ ہی ہوئے
حدود کوچۂ دلدار مین وہین سے شروع ۔۔۔ جہان سے پڑنے لگین پانو ڈگمگائے ہوئے
بیان دردِ جگر ہو سکے نہین ممکن ۔۔۔ ہزار شکر کہ دل پر ہین چوٹ کھائے ہوئے

پھرتا ہے چشمِ شوق مین نقشہ بہار کا ۔۔۔ اب کیا بھریگا زخم دلِ بیقرار کا
اللہ رے کمال غمِ ہجرِ یار کا ۔۔۔ ہے درد پر گمان دلِ بیقرار کا
ہر زخمِ دل مین عکس ہے رخسارِ یار کا ۔۔۔ چھایا ہے کیا بہار پہ عالم بہار کا
مٹ جائے صاف نقش جو صبر و قرار کا ۔۔۔ گویا خزان بھی ہے مجھے عالم بہار کا
حسرت سے دیکھتا ہون ہر اک شاخِ گل کی سمت ۔۔۔ یہ ضعف اور ہائے یہ عالم بہار کا
جس پر برس گئی کبھی برقِ جمالِ یار ۔۔۔ ہر ذرہ آفتاب ہے اسکے مزار کا

جوشِ وحشت نے جو چھیڑا دیدۂ خونبار کو ۔۔۔ بھر دیا پھولون سے ہم نے دامنِ کہسار کو
چارہ گر اٹھ بھی گئے رو رو کے جانِ زار کو ۔۔۔ اسپہ یہ طرہ شکایت کچھ نہین بیمار کو
تقویت ہوتا کہ تیری حسرتِ دیدار کو ۔۔۔ ہمنے آنکھون مین لگا رکھا ہے جانِ زار کو
آ چلا تھا رحم وقتِ نزع چشمِ یار کو ۔۔۔ اور یہی تھین ابھی کچھ ہچکیان بیمار کو

ٹھیس لگ جائے نہ اُنکی حسرتِ دیدار کو
اے ہجومِ غم سنبھلنے دے ذرا بیمار کو

رشک سے مرتے ہیں تو مرنے بھی دو اغیار کو
کوئی جاتا ہے اکیلا چھوڑ کر بیمار کو

مٹ گئیں سب کلفتیں، جاتا رہا سب دردِ غم
اک فقط دم توڑنے کی دیر ہے بیمار کو

فکر ہے زاہد کو حور و کوثر و تسنیم کی
اور ہم جنت سمجھتے ہیں ترے دیدار کو

مانتے ہیں ہمکو اے موسیٰ کہ تمنے کھائے غش
خوب ہی دھوکے دیئے برقِ جمالِ یار کو

ہاں نہ آجائے اگر مُنہ کو کلیجہ تو سہی
تمنے دیکھا ہی نہیں دم توڑتے بیمار کو

دیکھنے والے نگاہِ مستِ ساقی کے کبھی
آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھیں ساغرِ سرشار کو

ہر قدم پر ہر روش پر ہر ادا پر ہر جگہ
دیکھنا پڑتا ہے اندازِ نگاہِ یار کو

رات بھر جسطرح گزری کچھ نہ پوچھو دل کی ساتھ
صبح تک رکھا ہی ہاتھوں ہاتھ اِس بیمار کو

اسطرف وہ برقِ حسنِ یار کی سرگرمیاں
غش پہ غش آتا ادھر وہ طالبِ دیدار کو

جنکے باہر تک نہ نکلے تھے ترے جلوے کبھی
اب وہی آنکھیں ترستی ہیں ترے دیدار کو

لاکھ سمجھایا جگر کو ایک بھی مانی نہ بات
دھن لگی تھی کوچۂ قاتل کی میرے یار کو

آج کیا حال ہے یارب سرِ محفل میرا
کہ نکالے لیے جاتا ہے کوئی دل میرا

سوزِ غم دیکھ نہ برباد ہو حاصل میرا
دل کی تصویر ہے ہر آبلۂ دل میرا

سا یون ملے عشق مین مٹ کہ مجھے حاصل میرا ۔ ذرّہ ذرّہ ترے کوچہ کا بنے دل میرا

۵ صبح تک ہجر مین کیا جانیے کیا ہوتا ہے ۔ شام ہی سے مری قابو مین نہین دل میرا

ملگئی عشق مین ایذا طلبی سے راحت ۔ غم ہے اب جان مری درد ہے اب دل میرا

پایا جاتا ہے مری شوخیِ رفتار کا رنگ ۔ کاش پہلو مین دھڑکتا ہی رہے دل میرا

دوڑتا پھرتا ہے رگ رگ مین لہو کی ہمراہ ۔ اب ملے گا نہ تمھین دل کی جگہہ دل میرا

ہائے اوس درد کی قسمت جو ہوا دل کا شریک ۔ ہائے اوس دل کا مقدر جو بنا دل میرا

۵ کچھ کھٹکتا تو ہے پہلو مین مرے رہ رہ کر ۔ اب خدا جانے تری یاد ہے یا دل میرا

سے چلے گا کام تمھارا نہ کچھ گوا ہون سے ۔ کہ ٹپکی پڑتی ہے شرمندگی نگاہون سے

اثر کو بھی نہ رہا ربط دل کی آہون سے ۔ خدا پناہ مین رکھے تری نگاہون سے

کہین تمھین بھی نہ پڑ جائے کام آہون سے ۔ بچے رہو مری حسرت بھری نگاہون سے

مریض ہجر کے چہرے پہ آ گئی رونق ۔ ابھی وہ کہہ گئے کیا جانے کیا نگاہون سے

زمین بھی نہ اٹھائیگی میری خاک کا بار ۔ گرا دیا مجھے تم نے اگر نگاہون سے

۵ کچھ ایسی ٹھیس لگی انتہائے ضبط پہ بھی ۔ ٹپک پڑی مری حسرت مری نگاہون سے

۵ اے جگر بتائیے کچھ راز عشق خیر تو ہے ۔ یہ کیون برستی ہین مایوسیان نگاہون سے

لالہ و گل کو دیکھتے کیا یہ بہار دیکھکر ۔۔۔ رہ گئے بیخودی مین ہم صورت یار دیکھکر

ہائے وہ جوش ربط و ضبط ہاے یہ بے تعلقی ۔۔۔ اشک بھر آئے آنکھ مین کوچۂ یار دیکھکر

یاد کسی کی آہ ! کیا کہہ گئی آکے کان مین ۔۔۔ زور جنون سوا ہوا جوش بہار دیکھکر ۰

شوق نے چٹکیان سی لین حسرت دل مچلگئی ۔۔۔ میری طرف بڑھا ہوا دامن یار دیکھکر

ان سے بھی ہوسکا نہ ضبط انکو بھی رحم آگیا ۔۔۔ پائے برہنہ دیکھکر جسم نگار دیکھکر ۰

تھی یہ ہوس کہ دیکھتے خال و خط بہار حسن ۔۔۔ آنکھین ہی چوندھیا گئین جلوۂ یار دیکھکر

صیاد مجھسے دور ہے خوش باغبان ہے اب ۔۔۔ جس شاخ پر نگاہ کرون آشیان ہے اب

نازک لبون پہ شکوۂ درد نہان ہے اب ۔۔۔ انکا دہن ہے اور ہماری زبان ہے اب ۰

عرض نیاز عشق کی طاقت کہان ہے اب ۔۔۔ مل لو گلے کہ تفرقۂ جسم و جان ہے اب ۰

نالہ ہے سوز و درد ہے غم ہے فغان ہے اب ۔۔۔ سب کچھ ہے میرے پاس مگر دل کہان ہے اب

چشم طلب مین اور کوئی آشیان ہے اب ۔۔۔ میرے لیے قفس مجھے سارا جہان ہے اب

اللہ رے ضعف عشق یہ حالت یہان ہے اب ۔۔۔ گویا کہ مین نہین ہون گمان ہی گمان ہے اب

آکر تہ زمین کبھی نہ راحت ہوئی نصیب ۔۔۔ تربت کا ذرہ ذرہ ہمین آسمان ہے اب

اظہار درد عشق کے قابل بنا دیا — دل نے مرے مجھے ہمہ تن دل بنا دیا

لاکھون مین انتخاب کے قابل بنا دیا — جس دل کو تمنے دیکھ لیا دل بنا دیا

اللہ ایسے جذب محبت کو کیا کرون — رگ رگ کو جس نے درد بھرا دل بنا دیا

ہر چند کر دیا مجھے برباد عشق نے — لیکن انھین تو شیفتۂ دل بنا دیا

پہلے کہان یہ ناز تھے یہ عشوہ و ادا — دل کو دعائین دو تمھین قاتل بنا دیا

دیکھے تو کوئی فتنہ خرامی کا انکی زور — رکھا جہان قدم وہین اک دل بنا دیا

تاریک مثل آہ جو آنکھون کا نور تھا — کیا صبح ہی سے شام بلا کا ظہور تھا

وہ تھے نہ مجھ سے دور نہ مین انسے دور تھا — آتا نہ تھا نظر تو نظر کا قصور تھا

ہر وقت اک خمار تھا ہر دم سرور تھا — بوتل بغل مین تھی کہ دل ناصبور تھا

کوئی تو خیر خواہ دل ناصبور تھا — مانا کہ تم وہ تھے کوئی تمسا ضرور تھا

لگتے ہی ٹھیس ٹوٹ گیا ساز آرزو — ملتے ہی آنکھ شیشۂ دل چور چور تھا

کسکو خبر ہے کیسی کٹی رات وصل کی — جبتک وہ میرے پاس تھے مین خود ہی دور تھا

ایسا کہان بہار مین رنگینیون کا جوش — شامل کسی کا خون تمنا ضرور تھا

ساقی کی چشم مست کا کیا کیجیے بیان — اتنا سرور تھا کہ مجھے بھی سرور تھا

پلٹی جو راستے ہی سے اے آہ نامراد — یہ تو بتا کہ باب اثر کتنی دور تھا

جس دل کو تو نے لطف سے اپنا بنا لیا — اس دل میں اک چھپا ہوا نشتر ضرور تھا

اس چشم مے فروش سے کوئی نہ بچ سکا — سب کو بقدر حوصلۂ دل سرور تھا

ملتی نہ کیوں سزا مجھے سرکار حسن سے — کوئی نہ تھا قصور یہ تھوڑا قصور تھا

اللہ ری سوز آتش ری تپش ہائے ری تپک — پھوڑا بغل میں تھا کہ دل ناصبور تھا

دیکھا تھا کل جگر کو سر راہ میکدہ — اس درجہ پی گیا تھا کہ نشے میں چور تھا

یوں ٹوٹ کے اب خنجر قاتل نہیں ملتا — دل ملتے ہیں میرا سا مگر دل نہیں ملتا

اب لطف غم و شکوۂ باطل نہیں ملتا — وہ آنکھ نہیں ملتی ہے وہ دل نہیں ملتا

اللہ ری وارفتگی شوق کا عالم — میرا بھی پتہ اب سر منزل نہیں ملتا

کیا قیس کی پرشوق نگاہوں نے کیا سحر — محمل کو بھی اب صاحب محمل نہیں ملتا

بیگانگی و عشق میں بس فرق ہے اتنا — جب درد نہیں ملتا تھا اب دل نہیں ملتا

رگ رگ میں دل تھا دل میں نہاں سوز و ساز تھا — وہ دن بھی کیا تھے جب میں سراپا گداز تھا

وہ تھے بہار تھی دل حسرت طراز تھا — پیہم ادھر سے ناز ادھر سے نیاز تھا

تاثیر جذبِ عشق کو لیلیٰ سے پوچھیے — جو ذرہ خاکِ نجد کا تھا دلگداز تھا
بیکار دل بے سبب تو نہ تھی یہ نمودِ عشق — کیونکر کہوں کہ حسن ترا بے نیاز تھا
پہلے جو ختم ہو گئی یہ داستانِ غم — تو میں کہونگا عرصۂ محشر دراز تھا
جو داغ عشق میں تھا وہ تھا لذت آفریں — جو زخم ہجر میں تھا وہ راحت نواز تھا
کیا کہہ دیا کسی نے کہ ملتی ہی چشمِ شوق، — دونوں طرف سے دستِ تمنا دراز تھا
وہ ناز آفریں تھے مجھے نہیں اسپہ تھا غرور — میں تھا نیاز مند مجھے اسپہ ناز تھا

اس عشق میں پورا کبھی ساماں نہیں دیکھا — دامن پہ نظر کی تو گریباں نہیں دیکھا
تازہ اثر اے جذبۂ پنہاں نہیں دیکھا — مدت ہوئی شمشیر کو عریاں نہیں دیکھا
اللہ رے مجبوری آدابِ محبت — گلشن میں رہا اور گلستاں نہیں دیکھا
بیکار گئی سعیِ محبت بھی ہماری — حاصل بجز اک دیدۂ حیراں نہیں دیکھا
اللہ رے مری تیزروی جوشِ جنوں میں — مڑ کر جو نظر کی تو بیاباں نہیں دیکھا

دل کی خبر نہ ہوش کسی کو جگر کا ہے — اللہ رے یہ حال تمہاری نظر کا ہے
اس سمت دیکھتی بھی نہیں رخ جدھر کا ہے — سب سے جدا اصول تمہاری نظر کا ہے

دل رکھ دیا ہے سامنے لا کر خلوص سے — آگے اب اسکے کام تمھاری نظر کا ہے
سب رفتہ رفتہ داغ الم دھل گئے مگر — محفوظ ہے وہ زخم جو پہلی نظر کا ہے
لاؤ اسے بھی رکھ دیں اٹھا کر شب وصال — حائل جو اک خفیف سا پردہ نظر کا ہے
میرے دل حزیں میں کہاں تاب اضطراب — جو کچھ کمال ہے وہ تمھاری نظر کا ہے
کس طرح دیکھوں جلوۂ جاناں کو بے حجاب — پردہ پڑا ہوا مرے آگے نظر کا ہے
پیہم ہجوم یاس سے آتا نہیں یقین — تم میرے سامنے ہو کہ دھوکا نظر کا ہے
دیکھ رہے ہیں جو حشر میں، ممکن نہیں کبھی — میری نظر میں رنگ تمھاری نظر کا ہے

دل نہ تھا، جاں نہ تھی، سوز نہ تھا، ساز نہ تھا — میں ہی میں تھا، مرے ہمراہ کوئی راز نہ تھا
دم بخود رہ گئی بلبل ہی چمن میں ورنہ — کون سا پھول تھا جو گوش بر آواز نہ تھا
ہم تھے اور سامنے اک جلوۂ حیرت افزا — پردہ تھا اور کوئی پردہ بر انداز نہ تھا
حسرت اس طائر بے پر کی حالت پوچھو — قید سے چھوٹ کے بھی مائل پرواز نہ تھا

ہاں چلے دور میں ساقی مے گلفام چلے — دن چلے رات چلے صبح چلے شام چلے
کیا ہو غم عشق کا اب کام چلے — پاؤں رکنے لگے جب اٹھ کے وہ دو گام چلے

جھک گئے سر تری دہلیز پہ سب آپ سے آپ — کچھ کسی کی نہ چلی جب ترے احکام چلے
گڑ گیا فرط ندامت سے زمین میں ہمہ تن — نالے جب دل سے نکلکر طرف بام چلے
کعبۂ دل کی حقیقت سے تو واقف ہی نہین — باندھکر شیخ کہان جامۂ احرام چلے
نقد کچھ پاس نہین فکر ہے مینخواری کی — قرض مل جائے کہین سے تو بڑا کام چلے
پاؤن لٹکائے ہوئے قبر مین بیٹھی ہین جگر — دیر چلنے مین نہین صبح چلے شام چلے

واقف غم الفت سے نہ دل ہو نہ جگر ہو — یون مجھ سے ملو تم کہ مجھے بھی نہ خبر ہو
یہ سر ہو اور اس شوخ ستمگار کا در ہو — اسطرح بسر ہو تو بہت خوب بسر ہو
ہوتی ہے محبت اہین تو اسطرح بسر ہو — یا ان کو خبر ہو مری یا مجھکو خبر ہو
اس قہر و غضب پر تو فدا دیدہ و دل ہین — کیا حال ہو میرا جو عنایت کی نظر ہو
سر رکھ ہی دیا سنگ در یار پہ مین نے — اب حشر بھی اٹھے تو مجھے کچھ نہ خبر ہو
حالت دل مایوس کی دیکھی نہین جاتی — اللہ کرے جلد شب غم کی سحر ہو
رہ رہ کے تڑپ جاتی ہے سینے مین کوئی چیز — ایسا نہ ہو بیتاب تمہاری ہی نظر ہو

شریک نالہ میرا بھی جدا انداز فغان ہوتا — چمن مین ہر لب خاموش بلبل کی زبان ہے

شب غم کاش درد دل ہی اتنا مہربان ہوتا — ادھر اٹھتا ادھر اٹھتا یہان ہوتا وہان ہوتا

دم بسمل اگر تم چھیڑ دیتے دل کے زخمون کو — لہو کا قطرہ قطرہ درد دل کی داستان ہوتا

بہت روکا تمھارے وعدۂ دیدار نے ورنہ — وہان ہوتی دمیری بیخودی بھی پن جہان ہوتا

سراپا آرزو ہون درد ہون داغ تمنا ہون — مجھے دنیا سے کیا مطلب مین آپ اپنی دنیا ہون

کبھی کیف مجسم ہون کبھی شوق سراپا ہون — خدا جانے کہ کسکا درد ہون کس کی تمنا ہون

مجھے جنبش مین کیا لائیگی موج صرصر عالم — حریم قدس کہتے ہین جسے مین اسکا پردہ ہون

مجھی مین حسن کا عالم مجھی مین عشق کی دنیا — نثار اپنے پہ ہو جاؤن اگر سو بار پیدا ہون

کسکو مد ــــ دین — ایسے بھولے ہین کہ اپنے کو بھی ہم یاد نہین

اتنا معلوم ہے اس چہرے سے اٹھی تھی نقاب — آگے کیا گذری مرے دل پہ مجھے یاد نہین

کونسا لب ہے کہ جس لب پہ نہین ذکر ترا — کونسا دل ہے کہ جس دل مین تری یاد نہین

جسم ہے زندان مین لیکن روح بزم یار مین
بیڑیان بھی پانو مین ہین اور ہون آزاد بھی

آتے ہی کنج قفس مین چپ سی مجکو لگ گئی
لے اڑے کیا ہوش میرے طاقت فریاد بھی

یون نہ اے بلبل تڑپکر جان دینی تھی تجھے
چاہیے تھا کچھ تو پاس خاطر صیاد بھی

خیر ہے کس چیز کی ہے خانۂ دل مین کمی
درد بھی ہے آہ بھی ہے نالہ بھی فریاد بھی

دیکھیے کس کی فغان مین پہلے آتا ہے اثر
مین بھی نالے کر رہا ہون بلبل ناشاد بھی

یہ ہجوم یاس و حرمان یہ وفور رنج و غم
مجکو ڈر ہے درد بنجائے نہ تیری یاد بھی

غم تمھارا وہ کہ سب کچھ اور پھر کچھ بھی نہین
دل ہمارا یہ کہ ہے آباد بھی برباد بھی

مجھ اسیر قید غم کو خاک حاصل ہو قرار
آشیان کا بھی تصور ہے چمن کی یاد بھی

دونون مین سے دیجیے ترجیح کسکو عشق مین
آپ ہی کا درد بھی ہے آپ ہی کی یاد بھی

یہی کچھ واسطہ مطلب نہین انکو جگر
تیر ہوتا ہے مجھی پہ خنجر بیداد بھی

لب پہ نالہ نہین شکوہ نہین فریاد نہین
پھر بھی کہتے ہین کہ تو لائق بیداد نہین

کسکو معلوم کہ ہے یا دل ناشاد نہین
ایسے بھولے ہین کہ اپنے کو بھی ہم یاد نہین

اتنا معلوم ہے اس چہرے سے اٹھی تھی نقاب
آگے کیا گذری مرے دل پہ مجھے یاد نہین

کونسا لب ہے کہ جس لب پہ نہین ذکر ترا
کونسا دل ہے کہ جس دل مین تری یاد نہین

آنکھوں میں اسطرح سے گزا شوق دید تھا ۔۔۔ گویا مری نظر میں دل نا امید تھا

بیمار غم کی آنکھ نہ دم بھر کو کھل سکی ۔۔۔ ہر چند اسطرف سے تقاضائے دید تھا

اللہ رے نشتر غم فرقت کی تیزیاں ۔۔۔ رگ رگ میں شور و شیون قطع و برید تھا

○ دیکھا نہ مڑکے تونے ستمگر برا کیا ۔۔۔ بیمار ہجر منتظر باز دید تھا

○ جان سے تنگ ہمارا دل دیوانہ ہے ۔۔۔ زندگی کا ہے کو ہے موت کا افسانہ ہے

گوشے گوشے میں نہاں جلوۂ جانانہ ہے ۔۔۔ دل نہیں ہے مری سینے میں پریخانہ ہے

کسقدر حسن کا عالم ترے مستانہ ہے ۔۔۔ شمع کو وجد ہے اور رقص میں پروانہ ہے

وہی گل ہے وہی بلبل وہی پروانہ ہے ۔۔۔ شان ہے ایک مگر رنگ جداگانہ ہے

ہائے کیا چیز ترا جلوۂ مستانہ ہے ۔۔۔ شمع سکتے میں ہے حیرت زدہ پروانہ ہے

یہی شیشہ یہی ساغر یہی پیمانہ ہے ۔۔۔ چشم ساقی ہے کہ میخانہ کا میخانہ ہے

ذرہ ذرہ مے توحید کا خمخانہ ہے ۔۔۔ کسقدر عام ترا جلوۂ مستانہ ہے

کان ہنگامۂ محشر پہ لگے ہیں سب کے ۔۔۔ کیا ترے رہگذر عام کا افسانہ ہے

اللہ اللہ رے وارفتگی عشق مری ۔۔۔ اس جگہ ہوں کہ جہاں حسن بھی دیوانہ ہے

تم دکھا دو جسے آنکھیں وہی مخمور بنے ۔۔۔ ہم جہاں شیشہ بکدیں وہیں میخانہ

حشر کہتے ہین کسے وعدۂ دیدار ہے کیا
وہ بھی میرے نگہ شوق کا افسانہ ہے

اک ترے نام نے دے رکھی ہی اسکو توقیر
ورنہ افسانہ ہمارا کوئی افسانہ ہے

منزل عشق مین اللہ رے یہ عالم شوق
ہر قدم پر مرا اندازِ جدا گانہ ہے

ان سے پوچھے کوئی یہ ہوش کی باتین میری
لوگ کہتے ہین کہ دیوانہ ہے دیوانہ ہے

کمال عشق بھی کیا کیا فریب کار رہا
کہ اپنے پر بھی مجھے اکثر گمان یار رہا

مین شوق دید مین اتنا خفیف و زار ہوا
کہ رفتہ رفتہ سراپا خیال یار رہا

جنون مین سینے کو بیٹھی ہین جیب کے ٹکڑے
خبر نہین کہ گریبان بھی تار تار رہا

بس اک نگاہ نے سب کھولدی حقیقت دل
ہین فرد شوق سے اسدرجہ بیقرار رہا

حجاب بن گئی کوتاہی نظر ورنہ
ہزار پردون سے وہ حسن آشکار رہا

کہان کے غمزۂ و شوخی کہان کے ناز و ادا
وہ تیر اور ہی تھا جو جگر کے پار ہوا

اب اس سے بڑھکے طلسم خیال کیا ہوگا
کہ ذرہ ذرہ تو تصویر حسن یار رہا

خزان نہ تھی چمنستان دہر مین کوئی
خود اپنا ضعف نظر پردہ بہار ہوا

جمالِ دوست جو در پردہ لطفِ یار نہ ہو — نظر فریب یہ رنگینیٔ بہار نہ ہو

وفورِ کیف سے دل اتنا بیقرار نہ ہو — میں ڈر رہا ہوں کہ مضطر نگاہ یار نہ ہو

شریکِ عشق اگر عقل پردہ دار نہ ہو — نظر کے سامنے کوئی سوائے یار نہ ہو

نگاہِ یار کا ممکن نہیں کہ وار نہ ہو — خود اپنا عیب ہے سینہ اگر فگار نہ ہو

جگر کو چین نہ ہو درد کو قرار نہ ہو — مگر خدا نہ کرے دل پہ اختیار نہ ہو

دکھاؤں داغِ محبت جو ہو قصور معاف — سناؤں قصۂ فرقت جو ناگوار نہ ہو

کہاں کے سرو و صنوبر کہاں کے لالہ و گل — نگاہ ہی میں جو کیفیتِ بہار نہ ہو

انہیں تو دیکھ کے آئینہ وہم آتا ہے — کہ یہ کسی کی کہیں چشمِ انتظار نہ ہو

عجب زمانہ ہے کرتا نہیں اسے تسلیم — کسی سبب سے بظاہر جو بیقرار نہ ہو

ہر ایک تیر ادا ہو الگ الگ تقسیم — جو دل کے پار ہوا وہ جگر کے پار نہ ہو

صبا کو ضد کہ کہے گی ضرور حالتِ دل — مجھے یہ شرم کہ سن کر وہ بیقرار نہ ہو

بس اک نگاہ محبت سے دیکھ لینا ہے — اگرچہ خاطرِ نازک پہ یہ بھی بار نہ ہو

بھڑک رہی ہے جہاں آگ دل کے گوشوں میں — کہیں کہیں تری حسرت بھی بیقرار نہ ہو

نصیب دل کو ہو یوں محو آرزو ہونا — کہ خود کئی چاہیں اگر وہ تو ہوشیار نہ ہو

بھرے ہوئے ہیں نگاہوں میں حسن کے جلوے — یہ کیا مجال جہاں میں ہوں اور بہار نہ ہو

کمال ضبط کے معنی یہ ہین محبت مین — کہ درد ہو ہمہ تن اور بیقرار نہ ہو

وہ داغ خاک ہی سرمایہ جو نہ ہو گل کا — وہ زخم ہیچ ہے جو حاصل بہار نہ ہو

خیال وصل سے کرتو رہا ہون کچھ باتین — قریب ہی کہین لیکن نگاہ یار نہ ہو

ہین سنکے حضرت آصف کے ای جگر اشعار — وہ مست ہین کہ کوئی پیکے بادہ خوار نہ ہو

داستان غم دل انکو سنائی نہ گئی — بات بگڑی تھی کچھ ایسی کہ بنائی نہ گئی

تاب اس بزم مین دیدار کی لائی نہ گئی — ہمنے چاہا بھی مگر آنکھ اٹھائی نہ گئی

تپ الفت سے کوئی چیز بچائی نہ گئی — آگ یہ ایسی لگی تھی کہ بجھائی نہ گئی

سبکو ہم بھول گئے جوش جنون مین لیکن — اک تری یاد تھی جو دل سے بھلائی نہ گئی

عشق پر کچھ نہ چلا دیدۂ تر کا قابو — اس نے جو آگ لگا دی وہ بجھائی نہ گئی

پڑ گیا حسن رخ یار کا پر تو جس پر — خاک مین ملکے بھی اس دل کی صفائی نہ گئی

کیا اٹھائیگی صبا خاک مری اس در سے — یہ قیامت تو خود ان سے بھی اٹھائی نہ گئی

راز اس کن کا ہندو نہ مسلمان سمجھا — کچھ جو سمجھا تو مرا دیدۂ حیران سمجھا

زخم کو مرہم دل درد کو درمان سمجھا — چارہ گر خوب علاج غم پنہان سمجھا

عشق کا راز وہی سوختہ ساماں سمجھا
جسنے دامن کبھی جانا نہ گریباں سمجھا

دھجیاں اڑگئیں صحرائے جنوں کی ہی تمام
پھر بھی اپنے کو نہیں لائق زنداں سمجھا

حشر میں بھی نہ اٹھا آنکھ سے غفلت کا حجاب
اسکو بھی سلسلۂ خواب پریشاں سمجھا

تھک گیا دست جنوں بھی مرا اٹھتے اٹھتے
آج میں اپنے گریباں کو گریباں سمجھا

سوز غم الفت کا ظاہر یہ اثر دیکھا
ہر آبلہ دل پایا ہر داغ جگر دیکھا

اس عشق کے ہاتھوں سے ہرگز نہ مفر دیکھا
اتنی ہی بڑھی حسرت جتنا ہی ادھر دیکھا

کیا جانئے حال ایسا کیا نوع دگر دیکھا
تا دیر مرا اسنے ہر زخم جگر دیکھا

تھا کھیل سا پہلے عشق لیکن جو کھلیں آنکھیں
ڈوبا ہوا رگ رگ میں وہ تیر نظر دیکھا

سب ہوگئے اُٹھ اُٹھ کر اکبار نثار شمع
پروانوں نے کیا جانے کیا وقت سحر دیکھا

وہ اشک بھری آنکھیں یہ درد بھری نالے
اللہ نہ دکھلائے جو وقت سحر دیکھا

قرباں تری آنکھوں کے صدقے تری نظروں کے
تھا حاصل صد ناوک جو زخم جگر دیکھا

جاتے رہے دم بھر میں سارے ہی گلے شکوے
اس جان تغافل نے جب ایک نظر دیکھا

آئین محبت میں دل اور جگر کیسے
اک زخم ادھر پایا اک داغ اُدھر دیکھا

اللہ رے شب غم کی تاثیر جنوں خیزی
سالم نہ کہیں سے بھی دامان سحر دیکھا

تھا باعث رسوائی گو میرا جنون لیکن　　انکو بھی نہ چین آیا جبتک نہ ادھر دیکھا

اس چشم غزالی کو میخانۂ دل پایا　　اس روے نگارین کو فردوس نظر دیکھا

یون دل کے تڑپنے کا کچھ تو ہے سبب آخر　　یا درد نے کروٹ لی یا تم نے ادھر دیکھا

کیا جانیے کیا گذری ہنگام جنون لیکن　　کچھ ہوش جو آیا تو اجڑا ہوا گھر دیکھا

ماتھے پہ پسینہ کیون آنکھون مین نمی کیسی　　کچھ خیر تو ہے تمنے کیا حال جگر دیکھا

آ گئی کونسی حسرت دل سوزان کے قریب　　کچھ دھوان سا ابھی اٹھا تھا گریبان کے قریب

دل کی کیا تاب کہ پہنچے صف مژگان کے قریب　　جلوے خود لوٹ رہے ہین رخ تابان کے قریب

خون ہو ہو کے بہے جاتے ہین سب قلب و جگر　　کوئی نشتر نہو پوشیدہ رگ جان کے قریب

اللہ اللہ ری گلکاری خونابۂ دل　　اک گلستان نظر آتا ہے گریبان کے قریب

[illegible] غم فرقت کے دہکتے ہوے انگارے ہین　　ہاتھ لانا نہ مرے سینۂ سوزان کے قریب

[illegible] جنون مین میرا　　ہاتھ رہ جاتا تھا آ آ کے گریبان کے قریب

[illegible] رکہان سے لاتے　　گڑ گڑی جاکے نظر گوشۂ دامان کے قریب

[illegible] کی کرمفرمائی　　پھر یہ کیا چیز کھٹکتی ہے رگ جان کے قریب

[illegible] تھی محبت کے قیود　　ہوش آیا ہے پہنچکر در جانان کے قریب

عرصۂ دہر میں اٹھے تو ہزاروں فتنے — صدقے ہو ہو گئے سب گوشۂ داماں کے قریب

ہو چکے حسرت و امید و الم سب رخصت — اب نہیں کوئی مریضِ شبِ ہجراں کے قریب

جب ہمیں مٹ گئے ارماں ہیں پابوسی کے — خاک پہنچی بھی تو کیا گوشۂ داماں کے قریب

عشق میں سیرِ گل و لالہ ہے تمہیدِ جنوں — چاہیے ایک بیاباں بھی گلستاں کے قریب

ہیں جگر لاکھ ہوں آوارہ و سرگشتہ مگر — دل ہر اک حال میں ہے حضرتِ احساں[1] کے قریب

منتشر بعدِ فنا یوں مری روداد رہے — دل مرا خاک ہوا اور خاک بھی برباد رہے

اک محبت کی نظر بھی وہ ہمیں یاد رہے — کیجئے ظلم وہ مجھ پر جو مجھے یاد رہے

ضبط میں بھی یہ روش ہو دلِ ناشاد رہے — کہ مرا رنگِ خموشی مری فریاد رہے

ایک دل سینے میں کس کس کو جگہ دے آخر — یا ترا درد رہے یا مری فریاد رہے

روز تازہ ستم اس طرح کا ایجاد رہے — تم اگر بھول بھی جاؤ تو تجھے یاد رہے

کسکو معلوم ہے اس جلوہ گہِ ناز کا حال — ہوش ہی جب نہ ٹھکانے ہوں تو کیا یاد رہے

آپ تو چھپ گئے پردے کو دکھا کر صورت — اب کوئی شاد رہے یا کوئی ناشاد رہے

روح سے ربط نہ چھوٹا ترے کوچے کا کبھی — تیرے دیوانے اسیری میں بھی آزاد رہے

جان تو آ چکی ہونٹوں پہ مری اے صیاد — اب بھی محدودِ قفس تک ہی فریاد رہے

---

[1] احسان سے خاص مراد ہے

رات کیا دلکش ادائے جلوہ جانانہ تھی
شمع جب رخ کے مقابل آ گئی خود پروانہ تھی

آج رگ رگ میں مرے اک شورش مستانہ تھی
کیا نگاہ مست ساقی شامل پیمانہ تھی

نزع میں حالت ہماری اسدرجہ بےتابانہ تھی
جو شکن ماتھے پہ تھی گویا مرا افسانہ تھی

صبح تک یہ یادگار عشق بھی افسانہ تھی
شمع اب ہے دفن جس جا تربت پروانہ تھی

اللہ اللہ درد ہجر یار کی بےتابیاں
جو نگہ اٹھتی تھی وہ اک مستقل افسانہ تھی

محفوظ اک جگہ بھی نہیں جسم زار میں
خود بن گیا ہوں اپنا گریبان بہار میں

کیا آ گیا خیال دل بیقرار میں
خود آشیانہ کو آگ لگا دی بہار میں

محشر میں عرض شوق نے چھیڑا غم عشق کا راز
شرم مانع کہ محبت کا یہ دستور نہیں

دست جنون عشق کی تباہیاں نہ پوچھ
[دریا ہوا] رہیں ایسے جو سر طور نہیں

صورت دکھا کے پھر مجھے بے چین کر دیا
اک لطف آ چلا تھا غم انتظار میں

رگ رگ میں دل ہے دل میں تڑپ درد عشق کی
محشر بنا ہوا ہوں تمنائے یار میں

سمجھے تھے جسکو عشق میں سرمایۂ حیات
تھی اک لہو کی بوند دل بیقرار میں

دل نے معاف کر دیا اک اک قصور حسن
جادو بھرا تھا کیا نگہ شرمسار میں

محشر میں اُن سے کام لیا عرض حال کا
کچھ آہیں جمع تھیں جو دل بیقرار میں

آہی گیا رحم ان کو حال دل محزون پر | کر گئی کام اپنا تاثیر محبت کی
اے جوش جنون ٹوٹے چھالا نہ مرے دل کا | دھندلی سی نشانی ہو سوز غم فرقت کی
لاکھون مین جگر اسنے پہچان لیا تم کو | چھپتی ہے چھپانے سے کب آنکھ محبت کی

جو ہجر گل کی نشانی ہے داستان صیاد | دہن مین کاٹ کے رکھ لے مری زبان صیاد
قفس مین پہلے مجھے جا کے بند کر آتا | اجاڑنا ہی جو تھا میرا آشیان صیاد
نظر بھی ساتھ رہی ہے قدم قدم پہ مری | پھرا ہے صحن چمن مین جہان جہان صیاد
پکڑ کے لے تو چلا ہے مگر مرا ذمہ | ر بنانہ دون جو قفس کو بھی آشیان صیاد
اللہ اللہ یہ مری آہ شرربار کا رنگ | چاندنی چھٹکی ہوئی ہے نہ ہمزبان صیاد
پہلے ہو نگے کبھی بیتابی دل کے شکوے | اب تو راحت سی مجھے جا سہ
یا مرا ذوق نظر یا مرا انداز قسم | میری تصویر ترے پردۂ تصویر مین ہے

جوش جنون عشق کا ارمان نکل گیا | دامن کو سی رہے ہے تھے گریبان نکل گیا
کانٹا تھا چشم یار مین ایک ایک گل | میرے لیے چمن بھی بیابان نکل گیا
بستہ جنون کا ضعف سے اٹھنا محال تھا | کیا جانے کسطرح سے گریبان نکل گیا

لے ہی پہونچی بیخودی شوق بزم یار تک — گو مجھے اک اک قدم ایک ایک منزل ہو گیا
ابتدا وہ تھی کہ تھا جینا محبت مین محال — انتہا یہ ہے کہ اب مرنا بھی مشکل ہو گیا
ایک ہی جلوے کے مظہر ہین یہ دونون اے جگر — کوئی قاتل ہو گیا اور کوئی بسمل ہو گیا

رہتے ہین جو وہ آٹھ پہر میری نظر مین — عالم کی حقیقت ہے نہان دیدۂ تر مین
کیا جانئے کیا سحر تھا اس شوخ نظر مین — اک آگ سی بھر دی ہے مری قلب و جگر مین
اللہ ری شوخی یہ ترے تیر نظر مین — آنکھون سے کبھی دل مین کبھی دل سے جگر مین
چھوڑا نہ تپ عشق نے کچھ بھی کسی گھر مین — دل سے جو لگی آگ بجھی جا کے جگر مین
اب شمع بھی بجھتی ہے مرا دم بھی لبون پہ — کیا دیر ہے یا رب شب فرقت کی سحر مین
یہ رنگ یہ عالم یہ بہار اور یہ جلوے — جنت ہی نظر مین مری یا تم ہو نظر مین
پھر برق سے مجکو نہ رہے کوئی شکایت — ایسی ہی لگے آگ جو صیاد کے گھر مین

جب تو کچھ ظرف ہمارے دل ترے پیمانے کا — راز میخانے سے باہر نہ ہو میخانے کا
لبون تک ہو شوق مے عشق کے پیمانے کا — اس کا جو قطرہ ہے حاصل ہے وہ میخانے کا
صبح یہ راز کھلا رات کے افسانے کا — شمع خود جلتی تھی بدلے ہوی پروانے کا

عرصۂ حشر کہان یہ دل بر باد کہان — وہ بھی چھوٹا سا ہی ٹکڑا ہی ویرانے کا
اسکی تصویر کسی طرح نہین کھینچ سکتی — شمع کے ساتھ تعلق جو ہے پروانے کا
چشم ساقی کے تصور کا یہ اللہ رے کمال — کھینچ گیا سامنے نقشہ مرے میخانے کا
جذبۂ شوق نے دم پینے کا موقع نہ دیا — شمع منہ دیکھتی ہی رہ گئی پروانے کا
جرعہ ہے کی ادائین نگہ نازمین ہین — چشم مخمور مین کل راز ہے میخانے کا
جذبۂ شوق خدا جانے کہان لے اڑتا — شمع گر ہاتھ پکڑ لیتی نہ پروانے کا
دل یہ لبریز مے شوق ہی مخمور وہ آنکھ — سامنا آج ہے میخانے سے میخانے کا
جلوہ فرما وہ کچھ اس رنگ سے محفل مین ہوئی — خون ثابت نہ ہوا شمع پہ پروانے کا
جلوہ فرما جو ہوئی صبح تجلائے جمال — پھر نشان شمع کا باقی تھا نہ پروانے کا
وہ بھی بالین پہ ہین لیکن نہین کھلتی آنکھین — وقت تھا ہوش مین بیمار کے آجانے کا
خود بھی اک آگ قیامت کی نہان رکھتی ہی — شمع نے طرز اڑایا ہے یہ پروانے کا

جور گلچین و جفائے باغبان دیکھا کیے — جو دکھایا تونے وہ اے آسمان دیکھا کیے
شام فرقت دل کی آہون کا دھوان دیکھا کیے — ہر طرف ہم آسمان ہی آسمان دیکھا کیے
آج کن آنکھون سے یہ جور خزان دیکھا کیے — سب چمن لٹتا رہا اور باغبان دیکھا کیے

اب قفس مین ہوش آیا تو یہ حیرت ہی مین | کسطرح آنکھون سے لٹتے آشیان دیکھا کیے
جی بھر آیا ناتوانی پر جو راہ شوق مین | دیر تک ہم نقش پائے رہروان دیکھا کیے
جب چمن سے لیچلا صیاد کرکے ہمکو قید | دور تک مڑ مڑ کے سوئے گلستان دیکھا کیے
تھا اسیری مین بھی کچھ ایسا تعلق روح کو | ہم قفس مین روز خواب آشیان دیکھا کیے
کیسی سیر لالہ و گل باغ مین جبتک رہے | دست گلچین یا نگاہ باغبان دیکھا کیے

آیا نہ راس نالہ دل کا اثر مجھے | اب تم ملے تو کچھ نہین اپنی خبر مجھے
دل لیکے مجھسے دیتے ہو داغ جگر مجھے | یہ بات بھولنے کی نہین عمر بھر مجھے
ہر سو دکھائی دیتے ہین وہ جلوہ گر مجھے | کیا کیا فریب دیتی ہی میری نظر مجھے
ملتی نہین ہے لذت درد جگر مجھے | بھولی ہوئی نہ ہونگہ فتنہ گر مجھے
آتی نہین نباہ کی صورت نظر مجھے | ہین بال و پر کو شاق ہون وبال پر مجھے
ڈالا ہے بیخودی نے عجب راہ پر مجھے | آنکھین ہین اور کچھ نہین آتا نظر مجھے
کرتا ہے آج حضرت ناصح سے سامنا | ملجائے دو گھڑی کو تمھاری نظر مجھے
مستانہ کر رہا ہون رہ عاشقی کو طے | لیجائے جذب شوق مرا اب جدھر مجھے
کیسے کہون کہ ختم ہوئی منزل فنا | اتنی تو ہے خبر کہ نہین کچھ خبر مجھے

ڈرتا ہون جلوہ رخ جانان کو دیکھکر — اپنا بنا نہ لے کہین سیر ہی نظر مجھے
یکسان ہے حسن و عشق کی سر مستیون کا رنگ — انکی خبر انھین ہے نہ میری خبر مجھے
اللہ رے شوق دید کی حیرت فزائیان — یہ حال ہے کہ کچھ نہین آتا نظر مجھے
مرنا ہے انکے پانون پہ رکھکر سر نیاز — کرنا ہے آج قصۂ غم مختصر مجھے
سینے سے دل عزیز ہے دل سے ہو تم عزیز — سب سے مگر عزیز ہے میری نظر مجھے
مین دور رہون تو رو سخن مجھسے کس لیے — تم پاس ہو تو کیون نہین آتے نظر مجھے
کیا جانے قفس مین رہے کیا معاملہ — ابتک تو ہین عزیز مرے بال و پر مجھے
شرم گنہ یہ حشر مین کام آئی اے جگر — ابر کرم بنا مرا دامان تر مجھے

یہ کہہ کہکر تسلی دل ناشاد کرتے ہین — کہ ایسا بھی کبھی ہوتا ہے وہ خود یاد کرتے ہین
قیامت ہے کہ وہ اب تازہ ستم ایجاد کرتے ہین — یہ حالت ہے کہ زخم دل بھی اب فریاد کرتے ہین
بنا کر اپنے ہاتھون آشیان برباد کرتے ہین — جو تیرا کام تھا وہ بھی ہم اے صیاد کرتے ہین
محبت ابتدا سے انتہا تک ضبط مین گذری — نہ جب فریاد کرتے تھے نہ اب فریاد کرتے ہین

اور ہی کچھ کہہ رہا ہے رنگ محفل ناز آج — اوڑ نہ جائے شمع کو لیکر کہین پروانہ آج

کر گیا کیسا ستم یہ جلوۂ جانانہ آج — شمع پروانہ سے برہم شمع سے پروانہ آج

کام آخر کر گئی وہ نرگسِ مستانہ آج — بھر گیا بے منتِ ساقی مرا پیمانہ آج

ہے تصور مین کسی کی نرگسِ مستانہ آج — شیشہ بھی ساغر ہے میرا خم بھی ہے پیمانہ آج

عام ہے فیضِ نگاہِ ساقیِ مستانہ آج — شیشہ بھی شیشہ ہے پیمانہ بھی ہے پیمانہ آج

جھک گیا ایک ایک میکش اس نگاہِ مست سے — تم ادھر دیکھا کیے اور لٹ گیا میخانہ آج

نزع مین اللہ ری میری چشمِ حسرت کا سکوت — کہہ گئی کس طرح ساری عمر کا افسانہ آج

اچھا ہے پاس اگر کوئی غمخوار بھی نہین — اب میرا حال لایقِ اظہار بھی نہین

حسرت سے اب نگاہ سوی یار بھی نہین — یعنی کہ ہم مین طاقتِ دیدار بھی نہین

حسرت یہ ہے کہ پیشِ نظر رات دن رہین — اور ضعف یہ کہ طاقتِ دیدار بھی نہین

وارفتگیِ شوق کا اللہ رے کمال — احساسِ درد و لذتِ آزار بھی نہین

دامان و جیب ہو گئے نذرِ جنون تمام — باقی کفن کے واسطے اک تار بھی نہین

صیاد میرے دم سے ہین سارے یہ چہچہے — جب مین نہین تو رونقِ گلزار بھی نہین

کچھ یہ کہ عرضِ شوق کی طاقت نہین مجھے — اور کچھ یہ ہے کہ مصلحتِ یار بھی نہین

وہ دل کہ جس پہ حرفِ تمنا بھی بار تھا — اب صرفِ شکوہ سنجیِ اغیار بھی نہین

دل مین ہجوم شوق کا عالم نہ پوچھیے — گنجائشِ خیالِ رُخِ یار بھی نہین
تھا جذبۂ شوق حاصلِ سرمایۂ حیات — دیکھا تو ہم مین طاقتِ دیدار بھی نہین

ٹھہرا سا سانس ہی باقی تن بیجان مین نہین — ورنہ جو دل مین ہین کانٹے وہ بیابان مین نہین
دل اسی طرح جو گم جلوۂ جانان مین نہین — دیکھتا ہون تو وہ اب رنگ گلستان مین نہین
خوف صیاد سے عالم ہے یہ بیتابی کا — کہ ابھی ہون تو ابھی صحن گلستان مین نہین
بچ رہا ہو جو کوئی جوش جنون کے ہاتھون — تار ایسا کوئی اب جیب و گریبان مین نہین

یہ کیا آج او چشم تر دیکھتے ہین — کہ دامن پہ قلب و جگر دیکھتے ہین
محبت مین ٹکڑے جگر دیکھتے ہین — نہین دیکھ سکتے مگر دیکھتے ہین
تجھے ہر طرف جلوہ گر دیکھتے ہین — جہان دیکھتے ہین جدھر دیکھتے ہین
عنایت کی جس پر نظر دیکھتے ہین — ہم اوسکا دل اوسکا جگر دیکھتے ہین
قفس مین تڑپ جاتے ہین جان و دل سب — جو اُڑتا ہوا کوئی پر دیکھتے ہین
وہی راہ چلتے ہین عشاق اُنکے — کہ جس راہ کو پر خطر دیکھتے ہین
فلک کے ستم آشیان مین ہم اپنے — سمیٹے ہوے بال و پر دیکھتے ہین

حسن کی شانین تھین جتنی سب نمایان ہوگئین — جو ترے رخ سی بچین رنگ گلستان ہوگئین

کارگر کچھ دل کی آہین شام ہجران ہوگئین — خود بخود جتنی تھین شمعین سب فروزان ہوگئین

عشق کی کیفیتین کب دل مین پنہان ہوگئین — رنگ رخ بن بن کے میرا سب نمایان ہوگئین

اور بھی میرے لیے آفت کا سامان ہوگئین — ہائے وہ مخمور آنکھین جب پشیمان ہوگئین

وہ نگاہین جب مقیم قلب ویران ہوگئین — بے سر و سامانیان سب ساز و سامان ہوگئین

دھجیان باقی ہین جتنی اب یہ کس کام کی — جو گریبان ہونیوالی تھین گریبان ہوگئین

ہو چلی تھین عرض غم پر وہ نگاہین تیز تیز — پھر نہ جانے کیا خیال آیا پشیمان ہوگئین

عرصہ گاہ عشق مین آزادیان کسکو نصیب — خود مری آہین مجھے دیوار زندان ہوگئین

اب کہان دلکی تمناؤن کی بزم آرائیان — آنکھ جھپکی تھی کہ سب خواب پریشان ہوگئین

دل کی آہون سے بہت کچھ تھی توقع عشق مین — آج وہ بھی سب شریک درد پنہان ہوگئین

وہ نگاہین کس غضب کی تیز چھریان ہوگئین — دل مین ٹوٹین اور ہر گوشے مین پنہان ہوگئین

ڈوبکر دل مین وہ نظرین تیر و پیکان ہوگئین — رگین جو دلکے باہر نشتر جان ہوگئین

سہل ہونیوالی تھین کب عشق کی دشواریان — تمنے آسان کر دیا جنکو وہ آسان ہوگئین

ان بہتون سامانیون پر کیا رہائی کی امید — حسرتین بھی دفن زیر خاک زندان ہوگئین

عشق کی کبھی مشکلین ہین موت کی بھی مشکلین — یا وہ آسان ہوگئین یا یہ آسان ہوگئین

چشم عالم سے رہا پنہان ہی گو حسن ازل — پھر بھی کچھ تھا نہین تھین ایسی جو نمایان ہوگئین

○ چھپ سکی ہرگز نہ آزار محبت کی خلش — دل کی چوٹین صاف چہرے سے نمایان ہوگئین

عشق کی بے تابیان گو چھوڑ سکتی تھین مجھ — فرق اتنا ہے کہ اب آنکھون سے پنہان ہوگئین

یون آج اسکے سامنے شرح فغان رہے — جو حرف منہ سے نکلے وہ اک داستان رہے

آنکھون مین نور جسم مین بنکر وہ جان رہے — یعنی ہمین مین رہ کے ہمین سے نہان رہے

ہم وہ ہین دردمند محبت جہان رہے — خاموش بھی رہے تو سراپا فغان رہے

ہر چند وقف کشمکش دو جہان رہے — تم بھی ہمارے ساتھ رہے ہم جہان رہے

باقی چمن مین کچھ تو ہمارا نشان رہے — صیاد ہم رہین نہ رہین آشیان رہے

اسطرح راز عشق رہے تو نہان رہے — سینے مین دل رہے نہ دہن مین زبان رہے

آ ہی گیا لبون پہ مرے آج حرف شوق — دشوار ہے یہ اب کہ دہن مین زبان رہے

ہر شاخ پر ہے باغ مین صیاد کی نگاہ — مطلب یہ ہے کہین نہ مرا آشیان رہے

ہر چند شمع کر سکی پروانے کو نہ منع — لیکن سحر تک آنکھ سے آنسو روان رہے

یا اضطراب شوق قفس کو بھی لے اڑے — یا اب نظر مین بھی نہ مرا آشیان رہے

ملتی نہین نگاہ بھی صیاد کی مگر — کیسے کہون قفس کے قریب آشیان رہے

دل کی تسکین کیلیے دو پھول دامن مین نہین
اسطرح ہون آج گلشن مین کہ گلشن مین نہین

چین اسیران قفس کو یاد گلشن مین نہین
دوڑتی ہین بجلیان سیلاب خون تن مین نہین

کیا کرون اک قطرۂ خون بھی جو دامن مین نہین
چند داغون کے سوا اب کچھ مرے تن مین نہین

وہ گلون پر تازگی رونق وہ گلشن مین نہین
خاک سی اڑتی ہے مین جب سے نشیمن مین نہین

چھوٹنا قید قفس سے اور بھی آفت ہوا
اب برائے نام بھی راحت نشیمن مین نہین

دل کی خاکستر کو اے غافل حقارت سے نہ دیکھ
اہین جو چنگاریان ہین دشت ایمن مین نہین

باغ کا منظر خزان کا رنگ تصویر قفس
کونسی دنیا ہے جو میرے نشیمن مین نہین

اس طرف صیاد کی نظرین ادھر نالے مرے
یا وہ گلشن مین نہین یا اب مین گلشن مین نہین

خاک ہو جانے پہ بھی بلبل کے جنبش ہے وہی
روح تو لپٹی ہوئی شاخ نشیمن مین نہین

دید کے قابل ہے یہ رنگ سبک روحی مرا
ڈھونڈھتی ہے برق مجکو مین نشیمن مین نہین

کیون خزان مین سر جھکائے منفعل بیٹھا رہون
میری نظرون مین تو ہین جو پھول گلشن مین نہین

رک گئی کنج قفس مین خود بخود میری زبان
شاید اک تنکا بھی باقی اب نشیمن مین نہین

کس قیامت کی کشش یہ جذبۂ کامل مین ہے
تیر اسکے ہاتھ مین پیکان ہمارے دل مین ہے

اک تلاطم سا تو برپا سینۂ بسمل مین ہے
اب نہ جانے تو ہی خود یا درد تیرا دل مین ہے

کس قیامت کا اثر یہ جذبۂ کامل مین ہی — یعنی لیلے اب نہین ہی قیس خود محمل مین ہی

جلوہ فرما کون اس اجڑی ہوئی منزل مین ہی — آفتاب حشر ہے جو داغ میرے دل مین ہی

دل بھی ہی پابند غم حسرت بھی مضطر دلمین ہی — جسکے یہ دونون ہین کیا جانے وہ کس مشکل مین ہی

عشق کا ہر رنگ پنہان میری آب و گل مین ہے — قیس میرے سینے مین فرہاد میرے دلمین ہی

سر مین سودا عشق کا ہی اور وہ صورت دلمین ہی — اک قدم ہی راستہ مین اک قدم منزل مین ہی

مفت سرگردان جو اتبک سعی لاحاصل مین ہی — قیس سمجھا ہی کہ لیلےٰ پردۂ محمل مین ہی

آنکھ سی سینہ مین سینہ سی کبھی یہ دل مین ہی — کیا کہون تیری تمنا کو کہ کس مشکل مین ہی

کیا یہ اعجاز محبت ناوک قاتل مین ہے — یعنی وہ بھی دل ہی جو قطرہ لہو کا دلمین ہی

اللہ اللہ یہ مری مشق تصور کا کمال — مین ہون اس محفل مین اور محفل کی محفل دلمین ہی

عشق مین گم گشتگی شوق راس آئی مجھے — تھی جو میرے دلمین حسرت اب وہ انکو دلمین ہی

سو بہارین اسپہ صدقے لاکھ گل اسپر نثار — وہ لہو کا ایک قطرہ جو ہمارے دل مین ہی

ہر تڑپ کے ساتھ آجاتی ہی مجھ مین تازہ روح — شکر ہے اتنا اثر تو اضطراب دل مین ہی

شمع چپ پروانے ششدر اہل دل سب دم بخود — ہائے کیا تصویر کا عالم تری محفل مین ہی

جوانی آتے ہی انپر قیامت کی بہار آئی — نظر بیگانہ وار اٹھی حیا مستانہ وار آئی

کسکی یاد پھر یان لیکے دل مین بار بار آئی — کہ لب تک جسم سے کھنچ کھنچکے جان بیقرار آئی

چمن مین راس کب مجکو ہولے روزگار آئی — قفس ہی میری قسمت مین لکھا تھا جب بہار آئی

مری نظرون مین جب سے تازگی حسن یار آئی — خزان بھی آئی گلشن مین تو مین سمجھا بہار آئی

صدا کسکی الٰہی کان مین یہ بار بار آئی — نہ جانے کسطرح راحت انھین زیر مزار آئی

وہ عاشق ہون کہ میری لاش جب زیر مزار آئی — محبت نوحہ گر ہوکر تمنا سوگوار آئی

مقید ہو کے اے صیاد جسدن سے ہزار آئی — وہی دن ہے کہ پھر ابتک گلشن مین بہار آئی

کچھ ایسی جوش پر ابکے یہ چشم اشکبار آئی — قفس مین ٹوٹ کر سارے گلستانکی بہار آئی

شمیم عطر بیز آئی نسیم مشکبار آئی — تم آئے سامنے یا سو بہارون کی بہار آئی

پھنکا جاتا ہے دل رندونکا جوش کیف مستی سے — غضب کی آگ بھڑکاتی ہوئی ابکی بہار آئی

اب آخر آشیان کے ذکر سے صیاد کیا حاصل — یہ کہدینا ہی کیا کم تھا کہ گلشن مین بہار آئی

چمن مین جیسی اک بلبل کے دم تک دیکھ لی ہمدم — نہ پھر ایسی خزان دیکھی نہ پھر ایسی بہار آئی

وہ دیوانہ ہون مین جب سے بسایا مین نے زندان کو — نہ صحرا مین رہے کانٹے نہ گلشن مین بہار آئی

قفس مین بھی نگاہون سے جدا ہوتا نہین دم بھر — وہ عالم ہاے میرا خانے پر جب بہار آئی

غضب تھا آج گلشن مین حسرت خیز نظارہ — ادھر بلبل کا دم ٹوٹا ادھر فصل بہار آئی

کیا تھا ذبح جرم نالہ پر صیاد نے مجکو — بہت رویا مگر جب پھر نہ گلشن مین بہار آئی

اثر اتنا تو ہونا چاہیے جذب محبت مین — کہ جب تک مین قفس مین تھا قفس ہی مین بہار آئی

قفس کا اور یکایک اسطرح جنبش مین آجانا — مگر معلوم ہوتا ہے کہ گلشن مین بہار آئی

کہین ساغر بکف گل ہین کہین خم در بغل غنچے — چمن ہی میکدہ بھی بن گیا جب سی بہار آئی

بنا کر جسنے بیخود آشیان ہمسے چھڑایا تھا — سنا ہی پھر اسی شدت سے گلشن مین بہار آئی

مری اس بیخودی کا یاد گل مین کیا ٹھکانا ہی — اٹھی جب آشیان سی آگ تب سمجھا بہار آئی

٥ وہ گھر برباد ہی ہو جاے تو بہتر ہی جس گھر مین — نہ صبح وصل آئی اور نہ شام انتظار آئی

نگاہ یاس اور دیگر نگاہ ناز سے رہتی — گئی اور چند نشتر انکے دلمین بھی اتار آئی

٥ بہار رفتہ میری پھر نہ آئی لے جگر واپس — چمن مین ہر خزان کے بعد لیکن اک بہار آئی

غضب حسن آفرین فیض جمال روے جانان تھا — کہ ان آنکھون نی جس گل پر نظر ڈالی گلستان تھا

جنون مین یاس کے ہاتھون عجب آفت کا سامان تھا — نظر جس سمت اٹھی تھی بیابان ہی بیابان تھا

قدم کیا خاک اٹھتے قیس کے بیچارہ حیران تھا — کہ ہر ذرہ دیار نجد کا تصویر جانان تھا

عجب کچھ دید کے قابل فروغ بزم جانان تھا — ادھر وہ جلوہ فرما تھے ادھر سینہ چراغان تھا

محبت مین یہ جوش دیدۂ خونبار افشان تھا — کہ جو قطرہ تھا دامن پر وہ گویا اک گلستان تھا

شب فرقت مین کروٹ بدلنا کوئی آسان تھا — ادھر اک زخم حسرت تھا ادھر اک داغ ہجران تھا

بھلا بیکار کب دست جنوں فتنہ ساماں تھا — گریباں جب نہ تھا باقی تو دامن ہی گریباں تھا

نقاہت یہ کہ مشکل آنسوؤں کا پونچھ لینا بھی — جنوں ایسا کہ جو کچھ سامنے آیا گریباں تھا

خزاں کا دور دورہ پژمردہ غنچے گل وہ افسردہ — چمن لٹتا تھا یا رب یا کوئی خواب پریشاں تھا

دل پُر داغ کی ویرانیوں کا واہ کیا کہنا — کہ گلشن کا تھا گلشن اور بیاباں کا بیاباں تھا

بس اتنی تو خبر ہے اڑ گیا کچھ دھجیاں ہو کر — نجانے جیب تھی یا آستیں تھی یا گریباں تھا

شب غم بہ گیا تھا دل تو آنکھوں سے لہو بنکر — جو رہ رہ کر تڑپ جاتا تھا شاید درد پنہاں تھا

انھیں کی اک نگاہ ناز کے سارے کرشمے تھے — نہ حسرت میری حسرت تھی نہ ارماں میرا ارماں تھا

جسے اے یاس ٹھنڈا کر دیا تیری عنایت نے — وہی اک داغ دل تو زینت شام غریباں تھا

وہ حلم اور وہ تواضع اور وہ طرز خود فراموشی — خدا بخشے جگر کو لاکھ انسانوں کا انسان تھا

فروغ حسن رخ نکو نے کیا یہ کیا انقلاب پیدا — حجاب پر ہے حجاب طاری نقاب پر ہے نقاب پیدا

حیا میں آئے تو رنگ مستی دامن ہو تو حجاب پیدا — وہ آنکھ خود ہی بہکیگی ساقی نظر کریگی شراب پیدا

سنیں تو وہ میرا قصۂ غم سنیں تو وہ درد دل کی محرم — کریگا ایک ایک اشک حسرت ہزار چشم پر آب پیدا

مٹا اگر دل سے رنگ غفلت کھلی اگر دیدۂ حقیقت — تو خاک کا ہر ایک ذرہ کریگا سو آفتاب پیدا

کہاں کا میخانہ کس کا ساقی کچھ اور بڑھنے دو بیخودی کو — یہی بنائیگی جام و ساغر یہی کریگی شراب پیدا

نظر کی ناکامیابیوں نے یہ راز ظاہر کیا بالآخر　　کہ حجاب بینی بھی ہے تیری ہزار رنگ حجاب پیدا
تڑپ یہ دل کی کہ جیسی بھی ہزار جان سے نثار جس پر　　سکون ایسا کہ جسکی ہر سہارا سے لاکھ اضطراب پیدا

وہ چمن میرا چمن ہے وہ قفس میرا قفس　　جسکے ہر ہر گوشہ میں صدہا چمن صدہا قفس
کونسی بلبل نے اے صیاد پھر دیکھا قفس　　بال و پر بکھرے پڑے ہیں آشیان سے تا قفس
عشق میں کیا لالہ و گل کیا چمن کیا قفس　　میں ہی خود اپنا گلستان میں ہی خود اپنا قفس
○ کیوں نہ جان و دل سے ہو مجھکو عزیز اپنا قفس　　میرے ٹوٹے دل کی اک تصویر ہے میرا قفس
سو بہار رنگی ہے جان اک میری چشم خونچکان　　سارے گلشن کی حقیقت اک مرا تنہا قفس
تڑ کھاؤں باغبانکو اشک خونیں کی بہار　　اک طرف گلشن ہو اُسکا اک طرف میرا قفس
خاک ہو اپنی رسائی جلوہ گاہ یار تک　　حسن کا عالم گلستان عشق کی دنیا قفس
دیدۂ شوق اور نگاہ یاس کا اُف رے کمال　　مجھکو آتے ہیں نظر کیا کیا چمن کیا کیا قفس
عشق میں آزاد ہو کر کیا کروں سیر بہار　　اس گلستان کا نظر آتا ہے ہر تنکا قفس
اضطراب دل کے ہاتھوں سب برابر ہیں مجھے　　کیا بیابان کیا گلستان کیا نشیمن کیا قفس
کچھ تو ایسی بات ہے جی بیٹھا جاتا ہے مرا　　ورنہ اس سے پہلے کیا میں نے نہ دیکھا تھا قفس
رکھدیئے ہیں سامنے لاکر کمال عشق نے　　اک طرف صدہا گلستان اک طرف صدہا قفس

تم جدھر نکلے اُدھر اک چھا گئی تازہ بہار
ہم جہان بیٹھے وہین اک کر لیا پیدا قفس

کیا چمن کا حال مجھسے پوچھتا ہے ہمنشین
میرا کل حاصل اسیری میری کُل دنیا قفس

باغبان مجھسے ہی خوش صیاد مجھ پر مہربان
اب چمن میرا چمن ہے اب قفس میرا قفس

دو ہی دن مین ہو گیا ای دل یہ کیسا انقلاب
کل تھا کُل عالم گلستان آج کل دنیا قفس ۵

مین وہ غیرتمند بلبل تھا دکھایا پھر نہ مُنھ
بوے گُل آ آ کے ڈھونڈھا کی قفس سے تا قفس

جوش وہ رنگینیونکا اُنکے پیکان مین نہین
کیا کوئی قطرہ لہو کا اب رگِ جان مین نہین

کوئی دیوانہ ہی اس عہدِ پریشان مین نہین
ورنہ جو صحرا مین قید مین ہین وہ زندان مین نہین

دھجیان دستِ جنون سے جیب و دامان مین نہین
کوئی ٹکڑا قسمتِ خارِ بیابان مین نہین

فیضِ سوزِ عشق سے ای دل سراپا داغ ہون
جو بہار اب مجھ مین ہی سارے گلستان مین نہین

اضطرابِ شوق - دردِ عشق - ننگ آرزو
کونسا نشتر ہے جو میری رگِ جان مین نہین

عام ہے قیدِ جنون لے ہوشیار رہ ہوشیار
ہے وہی دیوانہ جو اس سال زندان مین نہین

نالہِ پر درد - بوے سوزِ دل - داغِ جگر
یہ بہارین ہین قفس کی جو گلستان مین نہین ۵

پھر نہ دی ہو روح جس مین وحشتِ دلنے مری
ایک بھی ذرہ کوئی ایسا بیابان مین نہین

جانشینِ حضرتِ فرہاد و مجنون ہون جگر
بعد میرے کوئی بھی کوہ و بیابان مین نہین

علاجِ کاوشِ غم خاک چارہ جو کرتے ہزار زخم تھے کس کس جگہ رفو کرتے
اشارہ خود جو نہ وہ بہر جستجو کرتے مجال کیا تھی ہماری کہ آرزو کرتے
وہ آتے اور نہ ہم شرح آرزو کرتے زبان جو رکتی اشاروں مین گفتگو کرتے
وہ ہمسے ملتے نہ ملتے یہ اُنکی تھی مرضی ہمارا کام یہی تھا کہ جستجو کرتے
ہوا یہ خوب کہ بڑھتے ہی بات ہو گئے شل کہ جیب جیب نہ رہتی اگر رفو کرتے
بیان ہو نہ سکی ابتدا محبت کی تمام عمر ہوئی شرح آرزو کرتے
پھرا نہ کوچۂ جانان سے مُنھ کسی صورت عزیز تھک گئے سب مجھکو قبلہ رو کرتے
تمھارے حسن کی کیا بات آ رہجاتی ہمین جو پہلے عیان شانِ آرزو کرتے

جلوہ جو انکے رخ کا مری چشم تر مین ہے شادابی بہار کا عالم نظر مین ہے
آنکھوں نے دل مین ہی کبھی دل سے جگر مین ہے اللہ کیا تڑپ ترے تیر نظر مین ہے
امید وصل دیدۂ حسرت اثر مین ہے یعنی ہماری روح ہماری نظر مین ہے
ہر ذرہ رقص مین ہی جو اس رہگذر مین ہے کیا عالم حیات کسی کی نظر مین ہے
تاریک ہوتی جاتی ہی رہ رہ کے کل فضا پھر بھی مریض ہجر امید سحر مین ہے
گلشن ہو یا بہار ہو جنت ہو یا ہو خلد جب تک ہو تم نظر مین سبھی کچھ نظر مین ہے

[illegible]رسے جھپکے گی اب یہ آنکھ — ہر ذرہ کوسے یار کا میری نظر مین ہے

تنہائی فراق کا کیا کیجیے بیان — اک آہ تھی سو وہ بھی تلاش اثر مین ہے

اللہ ری یاد طاقت پرواز کا اثر — دل مین بھی وہ نہین جو تڑپ بال و پر مین ہے

اللہ ری سوز عشق کی آتش فروزیان — اک آگ سی لگی ہوئی قلب و جگر مین ہے

ہم بیخودان عشق کا کیا پوچھتے ہو حال — ظاہر نہ ہو سکے جو، وہ عالم نظر مین ہے

کس طرح عشق مین رہی یکسان کسی کا رنگ — عالم جدا جدا تری ہر ہر نظر مین ہے

ہون گوش دل کھلے تو عبرت کیواسطے — اک داستان خموشی شمع سحر مین ہے

یون آرہے ہین آج ہم اک بزم ناز سے — چہرہ پہ نور جلوۂ جانان نظر مین ہے

تجکو بھی کچھ خبر ہے یہ اے مست ناز حسن — سارے جہان کی جان تری اک نظر مین ہے

کیونکر ہمارا شعر نہ ہے یکے نہ اسے جگر — رنگ کلام حضرت اصغر[1] نظر مین ہے

جواب انکا کہان سارے جہان مین — دبی ہین بجلیان جو آشیان مین

اثر پیدا ہوا کس کی فغان مین — تلاطم ہے زمین و آسمان مین

لبون تک جان بھی کھنچ آئی یارب — توقف کیا ہے مرگ ناگہان مین

---

[1] اس سے مراد جناب اصغر حسین صاحب اصغر ہین جنکا تذکرہ مقدمہ مین کیا گیا ہے،

جگہ پر اپنی چھوڑ آیا ہون صیاد
لہو کے چند قطرے آشیان مین

اشارہ ہے کسی کی اک نظر کا
وگرنہ کیا ہے جان ناتوان مین

بتا دے بیخودی عشق اتنا
قفس مین ہون کہ ہون مین آشیان مین

نظر کا بھی اٹھا دے پردہ غافل
رہے یہ بھی نہ حائل درمیان مین

حقیقت کھولکر اک دن اہین گے
وہ آنسو جو ہین چشم رازدان مین

بڑھی جاتی ہے وحشت ہر قدم پر
چھپا جاتا ہون گرد کاروان مین

یہ رنگ اتحاد! اللہ اکبر
شبیہ دل ہے ہر اشک روان مین

برابر ہے ہمین اے وحشت دل
قفس مین اب رہین یا آشیان مین

جرس کے بھی جو اٹھکر ہوش کھو دین
وہ نغمے ہین مرے ساز فغان مین

رہی لرزان ہمیشہ ان سے بجلی
جو تنکے بچ رہے تھے آشیان مین

جگر کے اٹھتے ہی اف کس غضب کی
اودا سی چھا گئی بزم جہان مین

یہ نہ پوچھو دہر مین کب سے مین اسطرح خانہ خراب ہون
جو نہ مٹ سکا وہ طلسم ہون جو نہ اٹھ سکا وہ حجاب ہون
مجھے غیر سمجھین نہ اہل دل ہمہ تن اگرچہ حجاب ہون

کھلے گا چارہ گر پر رازِ غم کیا درد کے ہوتے | کہ آتا ہے ادس خود نبض کی رفتار ہو جانا
ہوا کام اسطرف اُنکی نقاب رُخ اُلٹ دینا | ادہر اک اک لہو کی بوند کا سرشار ہو جانا
اثر لینا تھا ہکو ہر ادا سے حسن سے انکی | مگر لازم نہ تھا رسوا سر بازار ہو جانا
گرین ہر ہر قدم پر بجلیان راہ محبت مین | بڑی مشکل سے آیا طالب دیدار ہو جانا
اُدھر دامن کسی کا جھاڑ کر محفل سے اُٹھ جانا | ادہر نظرون مین ہر ہر چیز کا بیکار ہو جانا
وصال و ہجر کے جھگڑون نے فرصت ہی نہ دی ورنہ | مآل عاشقی تھا روح کا بیدار ہو جانا
زبان گو چُپ ہوئی دلمین تلاطم ہو رہی برپا | نہ آیا آجتک محو خیال یار ہو جانا

کہان ممکن تھا اس چشم عنایت کا ادہر ہونا | مگر کام آگیا میری فغان کا بے اثر ہونا
بجز اک جلوۂ دلدار سب سے بے خبر ہونا | اسی کو کہتے ہین شاید محبت کی نظر ہونا
مدد بھی ہمصفیران چمن کرتے تو کیا ہوتا | مقدر مین تو لکھا تھا مرا بے بال و پر ہونا

بس اک نظر دیکھا دیکھا ہی بس اک آنکھو کا پردا ہی | نہ مجنون کوئی مجنون ہی نہ لیلی کوئی لیلی ہے
ہو سنا کی خیال غیریت ہی کا نتیجہ ہے | جو یہ پردا بھی اُٹھ جائے تو سب اپنا ہی اپنا ہے
سمجھ مین جو نہ آئے اور بے سمجھے نہ رہنے دے | اسی کا نام شاید عشق مین نام تمنا ہے

یہی تو فرق ہے بس کافر و مومن میں اے غافل — کہ اسکے لاکھ کعبے ہیں اور اسکا ایک کعبہ ہے

وہ آئے تو عیادت کو مریضِ عشق کی لیکن — جُھکی جاتی ہیں نظریں شرم سے اور دل دھڑکتا ہے

متفرق اشعار

ہے مآلِ کارِ فنا یہی کہ وہ نہیں کا رنگ عیاں رہے — نہ نظر ہماری نظر رہے نہ زبان ہماری زبان رہے

مرے عشقِ سحر طراز نے بہت انکی جلوے دکھادیے — مگر ایسا لاکھوں ہی حسن تھی جو نظر سے پھر بھی نہاں رہے

کیا کرونگا اب بہارِ روئے جاناں دیکھکر — محو حیرت ہوں خود اپنا حسنِ پنہاں دیکھکر

جو لوگ ہیں کسیکی تمنا لیے ہوئے — دنیا سے اک الگ ہیں وہ دنیا لیے ہوئے

آنکھوں میں بند جلوۂ جاناں کیے ہوئے — جاتا ہوں ذرّے ذرّے کو حیراں کیے ہوئے

مشروط نگاہِ ساقی کی تحریک سے یہ جسکا پینا ہے — بس جو اسیکا ساغر ساغر ہے بس اُسیکا مینا مینا ہے

پردے اُلٹ دیے تھے محبت کے جوش نے   کھویا مگر مجھے مرے تمکین و ہوش نے

لب پہ نالہ نہین شکوہ نہین فریاد نہین   پھر بھی فرماتے ہین تو لایق بیداد نہین
اتنا معلوم ہے اس چہرے سے اٹھی تھی نقاب   آگے کیا جان پہ گذری مجھے کچھ یاد نہین

تاثیر سوز عشق سے بچنا محال ہے   ایسی لگے یہ آگ کہ دیکھا کرے کوئی

پیری بھی لے تمام ہونے آئی   دن ڈھل چکا شام ہونے آئی

نہ وہ دل نہ تن مین وہ جان رہی   فقط ایک زبان ہی زبان رہ گئی
نہ اب قیس باقی نہ لیلی مگر   زبانون پہ اک داستان رہ گئی
نہ جانے کہا گل نے بلبل سے کیا   کہ اُڑ اُڑ کے تا آشیان رہ گئی

دور کھنچی ہوئی گل ۔ تن لاغر   اب مجھے روکنے والی کوئی زنجیر نہین

جذبۂ دل صرف جفا بے محل ہوتا گیا — اسقدر ذوق نظر بھی مبتذل ہوتا گیا
تنگ اتنا دامن فکر و عمل ہوتا گیا — زندگی بھر آجکل ہی آجکل ہوتا گیا

کیا جانئے کب تک مجھے فرقت مین کل آئے — دلکو ابھی روکا تھا کہ آنسو نکل آئے

وہ چہرہ ہے پرنور کہ اللہ کی قدرت — وہ آنکھ ہے مخمور کہ حافظ کی غزل ہے

[illegible]

دے چکے جب دل تو کیسا خوف شہرت ہو تو ہو — ~~اب یہ سر جائے تو جائے اور قیامت ہو تو ہو~~
دل کہاں پہلو مین دل تو کر چکے پہلے ہی نذر — یہ جو کچھ بیچین سا ہے درد فرقت ہو تو ہو

سرور وقت نزع جو بیمار ہو گئے — کیا جانے کیا اشاروں مین اقرار ہو گئے
ترک خودی سے مائل پندار ہو گئے — آزاد ہوتے ہوتے گرفتار ہو گئے

کہنے سننے کی غم عشق مین حاجت نہین کچھ — آنکھ سے ٹپکیگی دل مین جو محبت ہو گی

لطف تشہیر مصور رہے تشہیر کے ساتھ　　کھینچ دے درد بھی میرا مری تصویر کے ساتھ
حاصل دشت نوردی ہیں یہ آبلہ دست جنون　　آبلے ٹوٹ نہ جائیں کہیں زنجیر کے ساتھ

اللہ اللہ رے یہ عالم عشق کی تاثیر کا　　اب مری صورت پہ ہوتا ہے گمان تصویر کا

گذشتہ واقعات کے اثر کا ایک حال ہے　　ادھر بھی کچھ خیال ہے ادھر بھی کچھ خیال ہے
بہشت و کوچہ بتان میں فرق کچھ نہیں مگر　　وہ نقل ہے یہ اصل ہے وہ قال ہے یہ حال ہے

دل جگر دونون کے دونون ہیں گویا تصویر عشق　　اک سراپا آرزو ہے اک سراپا درد ہے

غم بھری جان تو ارمان بھرا دل لیکر　　ہم اُٹھے بھی تری محفل سے تو محفل لیکر
داغ اب تک دل پرسوز کے ٹھنڈے نہوے　　شمع رخصت بھی ہوئی رونق محفل لیکر
ہچکیاں آئیں کہ آنے لگا ہونٹون کو جگر　　یہ وہ ہے قافلہ چلتا ہے جو منزل لیکر

کہاں وہ دن گئے یارب کہ تھی شکیبائی　　نظر میں پھرتی ہے صبر و قرار کی صورت

۰ گرے تو گر پڑے آنسو کیطرح آنکھون سے — اُٹھے تو درد دل بیقرار کی صورت

۰ گئے جو دل سے تو دلکو خزان بناکے گئے — جو آئے دل مین تو آئے بہار کی صورت

مین ہوا ہشیار جتنا مجھ سے وہ غافل ہوا — دل سراپا غم بنا جب مین سراپا دل ہوا

ہائے وہ بیتابیان جب وہ بھی غش کھا کر گرے — ہائے وہ مایوسیان بیمار جب غافل ہوا

مثنوی سیر حقیقت

میرا نہیں غیر کوئی محرم — سب مجھ میں ہے کائناتِ عالم

غنچوں میں نہاں ہیں میرے اسرار — پھولوں سے عیاں ہیں میرے انوار

ذروں میں چمک ہے میرے دم کی — قطروں میں چھپا ہے میرے دم سے

ہر بام سے ہے کوہ طور میرا — عالم پہ محیط نور میرا

ہے جسم میں سب کے جان مجھ سے — وابستہ ہے کل جہان مجھ سے

میں جسم بھی اور جان بھی ہوں — میں دل بھی ہوں میں زبان بھی ہوں

یعنی یہ جہاں نہیں ہے میں ہوں — یہ کون و مکاں نہیں ہے میں ہوں

کعبہ کی مرے سبب ہے بنیاد — بتخانہ مرے قدم سے آباد

ناقوس کہیں کہیں اذاں میں — نغمہ ہوں کہیں کہیں فغاں میں

قالب میں ہے مقام میرا — فیضان ہے سب پہ عام میرا

حسن ایک نگاہِ ناز میری — عشق اک صفت نیاز میری

دریا مری چشم تر سے پیدا — صحرا مری خاک در سے پیدا

کیا کیا بیاں کریں زبانیں — محدود نہیں ہیں میری شانیں